ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا

نومبر 2019ء

”پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔“

(سورۃ التغابن، 64: 17)

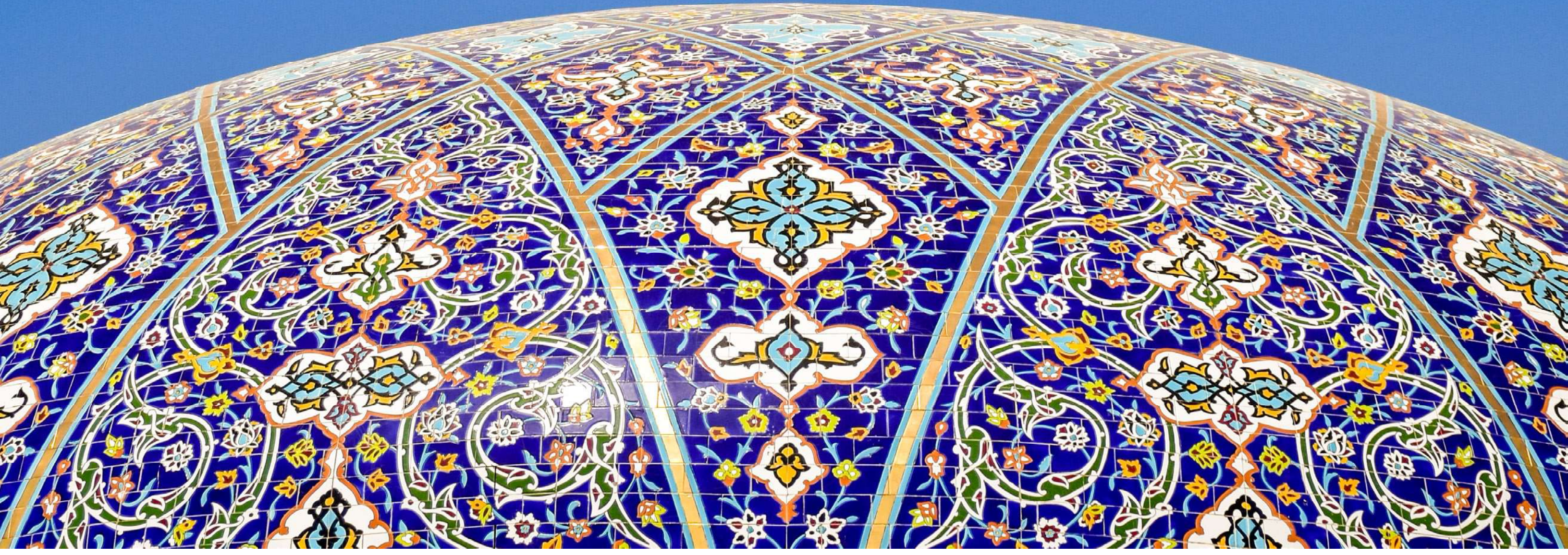

جماعت کا ایک خاص امتیاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید ہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک خاص امتیاز ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کی روشنی میں اس مالی قربانی کا خاص ادراک ہمیں عطا فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے مال کی ضرورت ہے بلکہ اس لئے کہ اس سے ہمیں فائدہ پہنچتا ہے۔ اور مجموعی لحاظ سے جماعتی ترقیات کو بھی ہم دیکھتے ہیں۔ جماعت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

یعنی پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ (التغابن 17)

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جنوری ۲۰۱۹ مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ ۲۵ جنوری ۲۰۱۹، صفحہ ۶)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

نومبر 2019ء　جلد نمبر 48　شمارہ 11

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	دین کے لئے مالی قربانی کی اہمیت　از مکرم مولانا عطاء المجیب راشدؔ صاحب	11
☆	تقسیمِ پنجاب کے متعلق جماعت احمدیہ کا مؤقف　از مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب	15
☆	دورانِ نماز تلاوتِ امام میں مقتدی کے اظہار　از مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	18
☆	امن کا راستہ: انتہاپسندی کا ردّ　از مکرم طارق حیدر صاحب	19
☆	نظام بنکاری اور جدید دور　از مکرم عبد الحلیم سحرؔ صاحب	21
☆	ذیابیطس　از مکرم ڈاکٹر انیس شہزاد صاحب	24
☆	چند یادیں: مبلغ سلسلہ احمدیہ مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب　از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب	25
☆	مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے سالانہ اجتماع 2019ء کی چند جھلکیاں　از مکرم ناصر احمد ونیس صاحب	27
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	29
☆	تصاویر: شعبہ تصاویر کینیڈا	

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡھِکُمۡ اَمۡوَالُکُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ o وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ o

(سورۃ المنافقون 63:10-11)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں تو یہی ہیں جو لوگ گھاٹا کھانے والے ہیں۔

اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے بیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو وہ کہے اے میرے رب! کاش تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

اَخۡبَرَنِیۡ مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَبۡدِ الۡحَکَمِ عَنۡ شُعَیۡبٍ حَدَّثَنِیۡ اللَّیۡثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابۡنِ اَبِیۡ ھِلَالٍ عَنۡ اُمَیَّۃَ بۡنِ ھِنۡدٍ عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَ بۡنِ سَھۡلِ بۡنِ حُنَیۡفٍ قَالَا کُنَّ یَوۡمًا فِیۡ الۡمَسۡجِدِ جُلُسًا وَّ نَفَرٌ مِّنَ الۡمُھَاجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ فَاَرۡسَلۡنَا رَجُلًا اِلٰی عَآئِشَۃَ لِیَسۡتَاۡذِنَ فَدَخَلۡنَا عَلَیۡھَا قَالَتۡ دَخَلَ عَلَیَّ سَائِلٌ مَرَّۃً وَّ عِنۡدِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرۡتُ لَہٗ بِشَیۡءٍ ثُمَّ دَعَوۡتُ بِہٖ فَنَظَرۡتُ اِلَیۡہِ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ "اَمَا تُرِیۡدِیۡنَ اَنۡ لَا یَدۡخُلَ بَیۡتَکِ شَیۡءٌ وَّلَا یَخۡرُجَ اِلَّا بِعِلۡمِکِ"۔ قُلۡتُ نَعَمۡ۔ قَالَ "مَھۡلًا یَا عَآئِشَۃُ لَا تُحۡصِی فَیُحۡصِیَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیۡکِ"۔

(سنن نسائی، جلد سوم۔ 62 باب الاحصاء فی صدقۃ۔ کتاب الزہد، حدیث 2548)

حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، کچھ مہاجرین تھے، کچھ انصار تھے، ہم نے ایک شخص کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ ان سے (ہمارے ان کے ہاں جانے کی اجازت مانگے (اجازت مل گئی) تو ہم ان کے ہاں گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے ہاں کوئی مانگنے والا شخص آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے ہاں موجود تھے، میں نے اسے کچھ دینے کے لئے (خادمہ کو) کہا، پھر میں نے وہ چیز منگوائی اور اس کا جائزہ لیا (کہ خادمہ زیادہ قیمتی چیز تو نہیں دے رہی ہے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہ رہی تھی کہ تمہارے گھر میں کوئی چیز تمہارے علم میں آئے بغیر داخل نہ ہو اور گھر سے باہر نہ جائے، میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم گنتی کر کے (صدقہ نہ دینا) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گنتی کر کے تمہیں (اجر و ثواب) دے گا۔

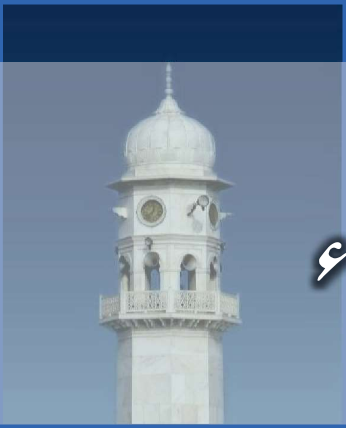

رزقِ ابتلا اور رزقِ اصطفاء

"اصل بات یہ ہے کہ رزق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلا کے طور پر، دوسرے اصطفاء کے طور پر۔ رزق ابتلا کے طور پر تو وہ رزق ہے، جس کو اللہ سے واسطہ نہیں رہتا۔ بلکہ یہ رزق انسان کو خدا سے دُور ڈالتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے۔ لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ (سورۃ المنافقون 10:63) تمہارے مال تم کو ہلاک نہ کر دیں۔ اور رزق اصطفاء کے طور پر وہ ہوتا ہے، جو خدا کے لئے ہو۔ ایسے لوگوں کا متولی خدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے، وہ اس کو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا، تو جو کچھ کسی کے پاس تھا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اول کمبل پہن کر آ گئے۔ پھر اُس کمبل کی جزا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اول خلیفہ وہی ہوئے۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خُوبی، خیر اور روحانی لذّت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آ سکتا ہے، جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔"

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 237-236)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ اگست 2019ء کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ 2 اگست 2019ء

حدیقۃ المہدی سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 53ویں جلسہ سالانہ 2019ء کے موقع پر خطبہ جمعہ 2 اگست 2019ء کو ارشاد فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آج پھر جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ گزشتہ ماہ جرمنی کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اسی طرح بڑی جماعتوں میں کینیڈا اور امریکہ کے جلسے بھی حال ہی میں منعقد ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ ہم بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تائیدات اور نصرت کے پورا ہونے کے نظارے دیکھتے ہیں۔

جلسہ سالانہ یوکے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یوکے کا جلسہ سالانہ خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس کا انتظار اپنوں اور غیروں کو بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی اور برطانیہ کے حوالے سے فرمایا کہ گو جرمنی کا جلسہ بھی اب بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور حاضری کے لحاظ سے شاید جرمنی کی حاضری زیادہ ہو مگر پھر بھی مرکزی جلسہ یوکے کا ہے کیونکہ خلافت کا مرکز یہاں ہے۔ اس لئے اپنے بھی اور غیر بھی اس جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے فرمایا کہ اس جلسہ کا مرکزی جلسہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے کارکنان کی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کارکنان کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے نصائح فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے کے احمدی گزشتہ 35 سال سے جب سے خلافت کا مرکز یہاں آیا ہے، بڑی خوشی سے ڈیوٹیاں سر انجام دے رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 35 سال کی تاریخ کا حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ ابتدائی جلسے حاضری کے اعتبار سے ایسے تھے جیسے اب ایک حلقے کی ماہانہ میٹنگ ہو۔

خلافت احمدیہ کے انگلستان میں ہجرت کرنے کے بعد ابتدائی جلسوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان جلسوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو بڑی محنت کرنی پڑی اور قدم قدم پر رہنمائی کرنی پڑتی تھی۔ اسی طرح حضور نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ ابتدا میں پاکستان سے یہاں جلسہ سالانہ میں مدد کرنے کے لئے عہدیدار بھی آتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت چار سے پانچ ہزار افراد کا انتظام بھی انتظامیہ کو مشکل میں ڈال دیتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خلافت کی یہاں ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ حضور 1988ء میں جلسے پر شامل ہوئے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس وقت انتظامیہ کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کتنے پریشان ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گزشتہ ہفتے ڈیوٹیوں کے افتتاح کے موقع پر ربوہ سے آئے ہوئے ایک ناظر صاحب نے جو نائب افسر جلسہ سالانہ بھی ہیں، کھانے کے وقت ربوہ سے آئے ہوئے ایک کارکن کو اپنے پاس بلا یا ان سے یہاں کی روٹی کے معیار کی تعریف کی اور کہا کہ ربوہ میں بھی روٹی بنتی ہے لیکن اس روٹی کا معیار بہت اچھا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کے کارکنان اتنے تجربہ کار ہو گئے ہیں کہ ربوہ کے افسران کو بھی روٹی پسند آنے لگ گئی ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ یہاں پر روٹی پلانٹ کے انچارج وقفِ نو بھی ہیں اور اس کوشش میں ہیں اس کام کو کس طرح مزید بہتر کیا جاسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کارکنان کے حوالہ سے فرمایا کہ ہمارے کارکنان خوش دلی سے کام کو بہتر صلاحیتوں کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہاں وہ وقت تھا کہ چار پانچ ہزار کو کھانا کھلانا ایک چیلنج ہوتا تھا۔ اکثر روٹی باہر سے آتی تھی، ایک Second Hand پلانٹ لیا گیا تھا اور وہ روٹی گول بھی نہیں ہوتی تھی۔ اور اب یہ وقت ہے کہ 35،40 ہزار افراد کے لئے روٹی پکتی ہے۔

اس روٹی کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ آپ خود بھی وقتاً فوقتاً اس کے معیار کو چیک کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض دیگر شعبوں کا ذکر فرمایا کہ وہ بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ ان میں لنگر خانہ میں کھانا پکانے کی ٹیم بھی شامل تھی۔ حضور انور نے بطور خاص دیگ دھونے کے کام کا تذکرہ فرمایا کہ وہ چند سال سے جرمنی سے منگوائی ہوئی ایک مشین استعمال کرتے تھے جو بڑی جلدی دیگ دھو کر نکال دیتی ہے۔ لیکن حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال اس شعبہ نے کہا کہ ہم نے دیگیں اپنے ہاتھ سے دھونی ہیں کیونکہ جتنی دیر میں مشین ایک دیگ دھوتی ہے ہم تین دیگیں دھو لیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے مذاقاً اس شعبہ کے ناظم کو کہا کہ لگتا ہے کہ آپ نے اس شعبہ میں جن رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ کام بڑی محنت اور مشقت کا ہے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ پاکستان قادیان میں یہ کام مزدوروں سے اجرت دے کر کروایا جاتا ہے جب کہ یہاں اخلاص جذبہ سے یہ کام کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے کھانا کھلانے کے کام، نظافت کے شعبہ اور کار پارکنگ وغیرہ کے شعبہ کے حوالہ سے ذکر فرمایا کہ ہر شعبہ ہی بڑا اہم ہے۔ اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ سب کو احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے کارکنان کو نصیحت فرمائی کہ جس شوق اور جذبہ سے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اس جذبہ کو آخر تک قائم رکھیں۔ چہرے کی مسکراہٹ اور مہمانوں سے عزت اور احترام سے پیش آنا اس بات کا اظہار ہوگا کہ آپ نے یہ جذبہ قائم رکھا ہوا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کے حوالہ

سے فرمایا کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور قرآن کریم میں اس حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال ملتی ہے کہ آپ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے حالات کے مطابق ہمیں ایسی مہمان نوازی کرنی چاہئے جو آسانی اور جلدی سے مہیا ہو جائے۔ اوراس ضمن میں اسوہ رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی مثالیں پیش فرمائیں کہ کس طرح انہوں نے مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث کے حوالہ سے فرمایا کہ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے جن سے ایک حسین اور پر امن معاشرے کی بنیاد پڑتی ہے۔ یہ تین باتیں یہ ہیں کہ:

اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا، پڑوسی کی عزت کرنا اور مہمان کا احترام کرنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کے حوالے سے صحابہ رسول ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اسوہ سے مثالیں بیان فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج جس قربانی کا مطالبہ ہے وہ وقت اور جذبات کی قربانی ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں کو چند نصائح فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جہاں اسلام ہمیں مہمانوں کی عزت اور تکریم کا حکم دیتا ہے وہاں مہمان کو بھی حکم دیتا ہے کہ میزبان پر زیادہ بوجھ نہ بنو۔ زیادہ بوجھ بننا صدقہ لینے کی طرح ہے۔ اگر زیادہ قیام ہے تو گھر والے کی طرح رہو۔ اگر گھر والوں کو کام کاج میں کوئی مدد چاہئے تو وہ بھی کرو۔ جہاں یہ احساس ہو کہ بوجھ ہے تو خلوص اور محبت میں کمی آجاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مہمان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے ذمہ فرائض ادا کرے۔ اگر مہمان کا حق ہے کہ اس کی مہمان نوازی کی جائے تو میزبان کا بھی حق ہے کہ مہمان اس پر بوجھ نہ بنے۔

حضورِ انور نے انتظامیہ کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے جلسہ پر آئے ہوئے مہمان اگر ایک مہینہ بھی رہتے ہیں تو ہم نے مہمان نوازی کرنی ہے۔ جب بھی مہمان آئیں تو اعلیٰ معیار کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شاملینِ جلسہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ سلام کو رواج دیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جنت میں جانے والوں کی ایک خصوصیت یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ سلام کا رواج دیتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کا مقصد ہے کہ محبت اور تعارف کا رشتہ بڑھے۔ اسی طرح اس کا ایک یہ بھی فائدہ کہ جن کی رنجشیں ہیں وہ بھی دور ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جلسہ میں آ کر اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش ہونی چاہئے کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور آنحضرت ﷺ کی محبت غالب آجائے حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔

چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شاملین کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ جلسے کے پروگرام سنیں، ذکر الٰہی میں وقت گزاریں اور نوافل تہجد پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عارضی اور وسیع انتظام کی وجہ سے کمیاں رہ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں مہمانوں کو صرف نظر سے کام لینا چاہئے اور کارکنوں کا ہاتھ بٹانا چاہئے اور ضرورت پڑنے پر متعلقہ شعبہ میں کارکن بن جانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مہمان پارکنگ اور داخلی راستوں پر متعین کارکنان سے مکمل تعاون کریں۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں موجود افراد اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جلسہ کی کامیابی اور یہاں پر آنے کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے مستقل دعا کریں۔ دعاؤں کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

حضورِ انور نے خاص طور پر پاکستان کے حوالہ سے فرمایا کہ لگتا ہے کہ دوبارہ حالات مخالفت کی طرف جا رہے ہیں۔ اور فرمایا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مخالفین کے نئے اور پرانے منصوبوں کو ناکام و نامراد کرے۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ امسال بھی مرکزی شعبہ جات کی طرف سے نمائشوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی Smart TV App کے اجرا کا اعلان فرمایا۔ جس کا افتتاح حضورِ انور نے نمازِ جمعہ کے بعد فرمایا۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے اختتام پر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جلسہ کو کامیاب کرے اور آپ سب کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اگست 2019ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09 اگست 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن، سرے، یوکے میں ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورالفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ اتوار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے کا سہ روزہ جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی ان گنت برکات اور افضال جن کے ہم ان جلسوں کے ذریعے حامل بنتے ہیں، افرادِ جماعت اور غیروں پر جلسے کے ماحول کا جو اثر ہوتا ہے ان باتوں کا ذکر میں جلسے کے بعد کے خطبہ جمعہ میں کرتا ہوں۔

حضورِ انور نے ازراہِ شفقت تمام کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بے نفس معاونین، مرکزی دفاتر اور ایم ٹی اے کے مستقل کارکنان اور رضاکاروں کی کاوشوں کو سراہا۔ اس کے بعد بعض افراد کے تاثرات پیش فرمائے۔

مسلم کمیونٹی بینن کے وائس پریزیڈنٹ مالے ہو صاحب جلسے میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیس سے زیادہ حج کیے ہیں لیکن جماعت کے جلسے میں اس سے کہیں بہتر انتظامات دیکھنے کا موقع ملا۔ انہوں نے جلسے کے ماحول، انتظامات، رہائش اور کارکنان کے جذبے کی تعریف کی۔ حضورِ انور کے خطابات کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کے ذریعے ہمیں صحیح اسلام کا پیغام ملا۔ برکینا فاسو کے وزیر داخلہ و مذہبی امور سیمون ساوادوگو صاحب Simeon Sawadogo) کہتے ہیں کہ جلسے میں شامل ہو کر میرے بہت سے سوالات حل ہو گئے۔ جلسے کے مقدس اور پاکیزہ ماحول نے روحانی طور پر میری بہت مدد کی۔ جلسے کے کارکنان کے حوالے سے کہتے ہیں کہ رضا کار ٹائلٹ صاف کر رہے تھے، پلیٹیں دھو رہے تھے، چھوٹے بچے پانی پلا رہے تھے یہ سب کچھ جذبہ ایثار کے بغیر ممکن نہیں۔ انہوں نے مسجد فضل دیکھی اور اس ابتدائی مسجد کی سادگی، کشش اور خوب صورتی سے متاثر ہوئے۔

☆ برکینا فاسو کے ہی ایک ممبر پارلیمنٹ سایوبا اور راگو صاحب (Sayouba Quedraogo) نے جلسے کے منظم اور متحرک ماحول کو پسند کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آج اسلام احمدیت کے ذریعہ پھیل رہا ہے۔

☆ یونان کے چیف ربائے گیبریل نیگرین صاحب

(Gabriel Negrin) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے انہیں اس بین الاقوامی جلسے میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسے کا ہر پہلو جماعت احمدیہ کے نصب العین محبت سب کے لئے ،کواجاگر کرتا ہے۔ جلسے کے انتظامات کے متعلق انہوں نے کہا کہ میرے لئے میرے مطابق کھانا تیار کیا گیا، میری عبادت کے فرائض کے لئے انتظام کیا گیا، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن میرے میزبانوں نے یہ سب میرے لیے کیا۔

☆ جاپان سے بدھ مت کے معبد کے چیف Yoshida Nichiko کہتے ہیں کہ جلسے کے ماحول کو دیکھ کر دل کو حقیقی سکون ملتا ہے۔ کھانے سے لے کر تقاریر تک سب پروگرام منظّم تھے۔ حضور انور کے خطابات کے متعلق کہتے ہیں کہ دنیا کو اس وقت اسی پیغام کی ضرورت ہے کہ مذہب کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم کی مدد سے ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کر سکتے ہیں۔

☆ ارجنٹائن کی ایک خاتون جودیس (Judith) صاحبہ جن کے خاوند نے دس ماہ پیشتر احمدیت قبول کی تھی، یہ خود عیسائی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے تقاریر میں امام جماعت احمدیہ کے اختتامی خطاب نے بہت متاثر کیا۔ جس میں آپ نے بڑی تفصیل سے اسلامی تعلیمات کے ذریعے قائم ہونے والے ہیومن رائٹس پر روشنی ڈالی۔

☆ لائبیریا کے منسٹر برائے پوسٹ اینڈ ٹیلی کمیونی کیشن Kooper W. Kruah صاحب کہتے ہیں کہ جلسے کے مختلف پروگراموں کا انعقاد ایسے خوب صورت طریقے سے کیا گیا کہ مجھے اس میں کسی قسم کی کمی دیکھنے کو نہیں ملی۔ شاملین جلسہ کی طرف سے ایک دوسرے کے لئے عزت اوراخوت کے جذبات دیکھنے کو ملے۔

☆ یوراگوئے کی ایک خاتون پروفیسر صاحبہ کہتی ہیں کہ تیس سال سے زائد عرصے سے اسلامی ممالک اور تنظیموں کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ آپ کے جلسے میں شامل ہو کر وہ امتیازی باتیں دیکھی ہیں جو کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملیں۔ ایک لیڈر کے ذریعے یکجہتی کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ ہر کوئی اپنے خلیفہ سے اطاعت اور اخلاص کا غیر معمولی رشتہ رکھتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے دوستوں کو بھی نظر آتا ہے اور حاسدوں کو بھی نظر آتا ہے۔ یہ نہیں کہ ظاہری طور پر چند دنوں کے لئے ہم یہ خوبی دکھائیں، بلکہ یہ خوبی ہمیشہ ہمارے اندر رہنی چاہئے۔

☆ مراکش کے ایک دوست فلسفے کے پروفیسر ہیں وہ کہتے ہیں کہ جلسے سے ہم نے بہت اچھا تاثر لیا ہے۔ جماعت کو قریب سے دیکھنے کا بڑا اچھا موقع ملا۔ جلسے کے ذریعے مخالفین کے پروپیگنڈے کا جھوٹ بھی ہم پر کھل گیا۔

☆ گنی کناکری کے مذہبی امور کے انسپکٹر جنرل الحاج وکیل یاتارا صاحب کہتے ہیں کہ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ احمدی احباب کی تربیت خالص اسلامی تعلیمات کے مطابق کی گئی ہے۔ مجھے دوسرے اسلامی ممالک کے علاوہ سعودی عرب بھی جانے کا بارہا اتفاق ہوا ہے لیکن ایسا اسلامی بھائی چارے سے بھرپور ماحول کہیں میسر نہیں آیا۔

☆ شانتل مارتھ ایتالی صاحبہ جو بینن میں کونسلر جنرل ہیں وہ کہتی ہیں کہ اس سے پہلے پچاسویں جلسہ سالانہ میں شامل ہوئی تھی، اب بھی وہی روحانی ماحول ہے جو اس وقت تھا۔ مہمان نوازی بہت عمدہ تھی۔ نمائشیں بہت اعلیٰ تھیں۔

☆ بینن کے ممبر پارلیمنٹ کولمن پیٹرس (Comlan Patrice) صاحب کہتے ہیں پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کے جلسے میں شامل ہوا۔ مختلف رنگ ونسل اور زبانیں بولنے والے افراد کو یوں بغیر پولیس یا فوج کے، ڈسپلن رکھنا یقیناً آپ کی محنت اور جماعتِ احمدیہ کے ساتھ الٰہی تائیدات سے ہی ممکن ہوا ہے۔

☆ گیبون کے سابق وزیر اعظم کہتے ہیں کہ سو سے زیادہ ممالک کے ہزاروں افراد کا جلسے میں شامل ہونا میرے لئے ایک منفرد تجربہ تھا۔ آپ کا اسلام حقیقی اسلام ہے اور آج دنیا کو اس کی ضرورت ہے۔

☆ گیبون سے ہی پاسدالوودونکا صاحب جو وزارت خارجہ میں ڈائریکٹر کیبنٹ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن میں اب اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں۔

☆ سینٹرل افریقن ریپبلک کے صدر کے مشیر حیری علی گونیسا صاحب نے جلسے کے انتظامات کی تعریف کی اور کہا کہ جماعتِ احمدیہ کا ایک مقصد ہے کہ دنیا میں بھائی چارہ قائم ہو، وہ اس کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں جب کہ دوسری تنظیموں میں اخلاص کی کمی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھ پہ عالمی بیعت کا بہت اثر ہوا۔ میں احمدی نہیں ہوں لیکن جب آپ بیعت لے رہے تھے تو اس وقت میں اپنے آپ سے وعدہ کر رہا تھا کہ میں اس جماعت کی حتی المقدور اپنے ملک میں مدد کروں گا۔

☆ فرنانڈو گریفیتھ (Fernando Griffith)، پیراگوئے کے وائس منسٹر آف ریلجن جلسے میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کو جان کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

☆ ماسکو کے الدار سافن صاحب (Ildar Safan) نے جلسے میں شرکت کے بعد کہا کہ رضا کاروں کا کام دیکھ کر بہت اچھا لگا، جو بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ ہر وقت مسکراتے چہروں کے ساتھ مدد کرنے کے لئے تیار رہتے۔

☆ برازیل کے (Mauro Henrique) صاحب جو Petropolis کونسل کے صدر ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنے ملک برازیل کی نمائندگی میں اس عظیم اسلامی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی بے حد خوشی ہے۔ خلافت کے احترام کا نظارہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جیسے ہی خلیفہ کہیں بھی آتے ہیں تو ہزاروں افراد کا مجمع یک دم خاموش ہو جاتا ہے۔

☆ ایکواڈور کے ایک علاقے کے بشپ ارلی میسیاس آرو صاحب (Orli Mesias Haro) نے جلسے کے ماحول کو ایک بڑی فیملی کی دعوت کی طرح پایا۔ حضورِ انور کی تقاریر کی نسبت کہتے ہیں کہ ان تقاریر میں تمام وہ لوازمات موجود تھے جو ہمارے مطمح نظر کو بدلنے کے لئے ضروری ہیں۔

☆ سلووینیا سے باربرا ہوچے وار بالون صاحبہ (Barbara Hocevar Balon) عیسائیت کی پروفیسر کہتی ہیں کہ میں نے کبھی ایسا اسلام نہیں دیکھا جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف زیادہ قابلِ یقین اور حقائق کے مطابق ہے۔

☆ بوسنیا کے سینائد صاحب (Senaid) ہیومینٹی فرسٹ کی نمائش کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس کارِ خیر کے آغاز کا سبب میرا ملک تھا جہاں جنگ کے دوران جماعت احمدیہ نے اپنی بے لوث خدمات پیش کی تھیں۔

☆ سلووینیا سے ایک مصنف مانس سنانووچ (Muanis Sinanovic) کہتے ہیں کہ ایک بات جو مجھے پسند آئی وہ یہ کہ احمدی جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ہمارے لیے ایک چیلنج ہے، ہمارا قول وعمل ایک ہونا چاہیے۔

☆ اسی طرح رشین مہمان عزت صاحب، اٹلی سے میڈالینا (Madalena) صاحبہ، فرانس سے منسٹری آف جسٹس کے جواد بولامل صاحب (Jawad Boulaamayl)، برازیل کے ڈان فرانسسکو صاحب (Don Francisco)، عیسائی کیتھولک فرقے کے سائنس دان اور برٹش سوسائٹی آف ٹیورن شراؤڈ کے سابقہ ایڈیٹر ہیوفیرے صاحب (Hugh Farey)، کیمبرج یونی ورسٹی کے پروفیسر پیٹرو ولیمز صاحب، کولمبیا کے ایک کالم نویس

Jesus Gabalam صاحب، بولیویا کے ایک ٹی وی شو کے میزبان آراندیا صاحب (Arandia)، یوکرائن کے ایگر صاحب، میکسیکو سے ماریہ صاحبہ (Maria) پیراگوئے کی نومبائعہ خاتون اسی طرح ہالینڈ، امریکہ اور سپین کے وفود کی شکل میں شرکت کرنے والے مہمانوں نے بھی جلسے کے انتظامات کو سراہا اور اسے علمی، اخلاقی اور روحانی حوالوں سے کامیاب سرگرمی قرار دیا۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان کیا اور ذکرِ خیر فرمایا۔ آپ 30 جولائی کو ربوہ میں 85 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد محترم مولانا ظل الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ تھے۔ مجیب الرحمٰن صاحب کا بچپن قادیان میں گذرا۔ آپ پیشے کے اعتبار سے وکیل تھے۔ 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو جماعت احمدیہ راولپنڈی کا امیر مقرر کیا تھا۔ 1998ء تک آپ امیر رہے۔ جماعت کے کئی مقدمات میں آپ کو بے لوث خدمت کی توفیق ملی۔ مجلس شوریٰ کی سٹینڈنگ کمیٹی اور فقہ کمیٹی کے رکن رہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے قواعد وضوابط کی تدوین میں ان کو خدمت کا موقع ملا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینی و دنیاوی علم بہت تھا اور بولتے بھی بہت اچھا تھے اس حوالے سے ایک خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہوا تھا۔ آپ کو دنیا بھر میں مختلف فورمز پر جماعت اور اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچانے کا موقع ملا۔ آپ کے تین بیٹے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اگست 2019ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 اگست 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، سرے، یوکے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں صحابہ کا ذکر کروں گا۔ جو پہلا ذکر ہے وہ حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلے خزرج کے خاندان بنوظفر سے تھا۔ آپؓ حضرت ابوسعید خدریؓ کے اخیافی بھائی اور آنحضورﷺ کے مقرر کردہ تیر اندازوں میں سے تھے۔ حضرت قتادہؓ کو غزوہ بدر اور احد سمیت دیگر تمام غزوات میں شمولیت کی توفیق ملی۔ احد کے روز رسولِ خدا ﷺ کی طرف چلائے جانے والے تیروں میں سے ایک تیر آپ کی آنکھ پر لگا جس سے آنکھ کا ڈیلا باہر آ گیا۔ قتادہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے اپنا لعابِ دہن اس آنکھ پر لگایا تو وہ دونوں آنکھوں میں سے حسین تر ہوگئی۔ آپ 65 سال کی عمر میں 23 ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے مدینے میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ایک کمان جس کا نام کتوم تھا، احد کے روز حضرت قتادہؓ کے ہاتھ سے کثرتِ استعمال سے ٹوٹی تھی۔

حضورِ انور نے حضرت قتادہؓ سے مروی ایک طویل روایت پیش فرمائی جس میں انصار سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان بنوابیرق کا ذکر تھا۔ اس خاندان کا ایک فرد بشیر بظاہر مسلمان تھا لیکن اشعار کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اس خاندان نے ایک مرتبہ حضرت قتادہؓ کے چچا رفاعہ بن زید کے گودام میں نقب لگا کر غلہ اور ہتھیار چرا لئے۔ حضرت قتادہؓ اپنے چچا کے کہنے پر یہ شکایت لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں مشورے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ جب یہ خبر بنوابیرقؓ نے سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ قتادہؓ اور ان کے چچا ہم پر بغیر کسی ثبوت اور گواہ کے چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ اس پر آپؐ نے قتادہ سے فرمایا کہ تم لوگ ایک مسلمان گھرانے پر بغیر کسی ثبوت کے الزام لگا رہے ہو۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ میں واپس آ گیا اور بہت دل گرفتہ ہوا کہ کاش میں تھوڑے سے مال سے محروم ہونا گوارا کر لیتا لیکن رسول اللہ ﷺ سے بات نہ کرتا۔ قتادہ نے اپنے چچا کو ساری روئیداد سنائی تو انہوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارا مددگار ہے ہماری اس بات چیت کے تھوڑے عرصے بعد قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں۔

حضورِ انور نے اُن آیاتِ قرآنیہ اور ان کے تراجم پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ ان آیات کے اور بھی بڑے مطالب ہیں۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے حقیقت آشکار فرما دی۔ بنو ابیرق نے بھی یہی سمجھا کہ یہ آیات ہمارے بارے میں ہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چوری تسلیم کر لی اور چوری شدہ مال آنحضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ سارا مال میرے بوڑھے چچا رفاعہ کو واپس ملا تو انہوں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ قتادہ نے ایک مرتبہ سورہ اخلاص پر ساری رات گذاری، یعنی ساری رات سورہ اخلاص پڑھتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ اخلاص نصف یا تہائی قرآن کے برابر ہے۔

حضورِ انور نے ابوسلمہ سے مروی حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت پیش فرمائی جس میں آپؐ کے اس ارشاد کا ذکر ہے کہ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے خیر کا سوال کرے تو اللہ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ حضورِ انور نے مسند احمد بن حنبل کے حوالے سے اس روایت کی بعض تفاصیل پیش فرمائیں۔ اس کے ساتھ حضورِ انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس بھی پیش فرمایا۔ جس میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعے اور رمضان کے درمیان یہ مشابہت بیان فرمائی ہے کہ جمعے کا دن قبولیتِ دعا کا دن ہے اور رمضان بھی قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں آ جائے اور خاموشی سے ذکرِ الٰہی میں لگا رہے، امام کا انتظار کرے اور بعد میں اطمینان کے ساتھ خطبہ سنے اور نماز باجماعت میں شامل ہو تو اس کے لئے خاص طور پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ پھر ایک گھڑی جمعے کے دن ایسی بھی آتی ہے کہ جس میں انسان جو دعا بھی کرے قبول ہو جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعائیں وہی قبول ہوتی ہیں جو سنت اللہ اور قانونِ الٰہی کے مطابق ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان مسلسل اس عرصے میں بغیر توجہ ہٹائے دعا میں لگا رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت ہے۔

دوسرے جن صحابی کا حضورِ انور نے ذکر فرمایا وہ عبداللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلے بنو جمح سے تھا۔ آپؓ عثمان، قدامہ اور سائب بن مظعون کے بھائی تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں جانے سے پیشتر ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپؓ تمام بھائی حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ حضورِ انور نے ہجرتِ حبشہ اور وہاں کی مضبوط، عادل عیسائی حکومت کے متعلق بعض تفاصیل بیان فرمائیں۔ مہاجرینِ حبشہ کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ یہ افواہ اڑتی ہوئی ان تک پہنچی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں۔ مکہ میں بالکل

امن ہوگیا ہے۔ یہ مسلمانوں کو حبشہ سے واپس لانے کی ایک سازش تھی۔ مسلمان اس افواہ کو درست خبر سمجھ کر واپس آ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مظعونؓ پہلی ہجرت میں واپس آ گئے تھے، دوبارہ واپس گئے یہ نہیں پتا۔

جب آپؓ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو حضور ﷺ نے سہل بن عبید اللہ انصاریؓ کے ساتھ آپ کی مؤاخات قائم فرمائی۔ آپ غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت دیگر غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ عبداللہ بن مظعون حضرت عثمان کے دورِ خلافت 30 ہجری میں 60 برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان صحابہؓ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اگست 2019ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 اگست 2019ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کہ بدری صحابہؓ کے ذکر میں آج جن صحابی کا ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپؓ قبیلہ بنو عجلان بن حارثہ کے سردار اور حضرت معن بن عدیؓ کے بھائی تھے۔ حضرت عاصمؓ میانہ قد تھے۔ آپؓ کی بیٹی سہلہ کی شادی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ہوئی تھی۔ جنگِ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عاصمؓ کو واپس بھجوایا تھا لیکن آپؓ کو اصحابِ بدر میں شمار فرمایا اور مالِ غنیمت میں بھی حصہ مقرر فرمایا۔ حضورِ انور نے سیرت خاتم النبیین مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے اس واقعے کی تفصیل بیان فرمائی۔

حضرت عاصمؓ غزوہ احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپ نے 45 ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں مدینے میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ کی عمر اس وقت 115 یا 120 سال تھی۔ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مال اور سواری مہیا کرنے کی تحریک فرمائی تو حضرت عاصم بن عدیؓ نے ستر وسق کھجوریں پیش کیں جو تقریباً 262 من بنتا ہے۔ حضرت عاصمؓ ان صحابہ میں سے تھے جنہیں آنحضرت ﷺ نے مسجد ضرار گرانے کا حکم دیا۔ حضورِ انور نے حضرت ابن عباس سے مروی اس واقعے کی تفصیل بیان فرمائی۔ مسجد ضرار کے انہدام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد والی جگہ عاصم بن عدی کو دینا چاہی لیکن آپؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس گھر ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس جگہ بنی عمارت پسند نہیں آئی تھی اس لئے مجھے یہ جگہ لینے میں انقباض بھی ہے۔ حضرت عاصمؓ کی تجویز پر آپؐ نے وہ جگہ ثابت بن اقرم کو، جن کے پاس گھر نہیں تھا عطا فرما دی۔

حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سفرِ دہلی کا ایک حوالہ پیش فرمایا جس میں آپ نے جامع مسجد دہلی کو دیکھ کر فرمایا کہ بڑی خوب صورت مسجد ہے لیکن مسجد کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل مسلمانوں کے ایک طبقے میں مسجدیں بنانے اور ان کو آباد کرنے کا رجحان پیدا ہوا ہے عجیب بات یہ ہے کہ یہ رجحان بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مسجدِ ضرار کے گرانے کا حکم فرمایا تھا اس سے اگلی آیات میں بڑا واضح فرمایا کہ مسجد وہی حقیقی ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو۔ اِن غیر احمدی علماء نے تقویٰ اسی بات کو سمجھ لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی جائے۔

دوسرے صحابی حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضورِ انور نے ذکر فرمایا۔ ابو سعد کے مطابق آپؓ کا تعلق یمن سے تھا لیکن آپؓ کی پیدائش مکہ میں ہوئی۔ محدثین کی آراء میں آپؓ کے نام کے متعلق بہت زیادہ اشتباہ پایا جاتا ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے موقع پر آپ نے قبا میں حضرت کلثوم بن الہدمؓ کے ہاں قیام کیا۔ آپ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرو بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور حضرت عمرؓ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تیسرے صحابی جن کا حضورِ انور نے تذکرہ فرمایا ان کا نام حضرت معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپ حضرت عاصم بن عدیؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ بیعتِ عقبہ میں شامل ہوئے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل ہی آپؓ کتابت جانتے تھے۔ حضرت معن نے غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد آپؓ کی مؤاخات زید بن خطاب کے ساتھ قائم ہوئی۔

حضورِ انور نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کے آخری حج کا ایک طویل واقعہ بیان فرمایا۔ جس میں ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپؓ کے بعد وہ کس کی بیعت کرے گا۔ پھر مزید کہا کہ ابوبکرؓ کی بیعت تو یوں ہی نعوذ باللہ افراتفری میں غلطی سے ہوگئی۔ اس بات سے حضرت عمرؓ رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے اسی شام لوگوں کو ایسے فتنہ پرداز لوگوں سے چوکس رہنے کی تلقین کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کو ایسا کرنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ حج کے موقع پر عامی اور اوباش لوگ بھی آئے ہوتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسے لوگ آپؓ کے قریب ہوجائیں اور آپؓ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں کہ ہر بات اڑانے والا اس سے کچھ اور ہی بات مشہور کردے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عمرؓ کو مدینے پہنچنے تک اس ارادے کو ملتوی رکھنے کا مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ قبول کیا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ مدینے پہنچ کر پہلے خطبے میں ہی یہ بات بیان کروں گا۔ حضرت عمرؓ ذوالحجہ کے اخیر میں مدینے پہنچے، اور پہلے ہی خطبے میں آپ نے اس شخص کا ذکر کیا جو کہتا تھا کہ ابوبکرؓ کی بیعت تو یوں ہی افراتفری میں ہوگئی تھی اور یہ کہ عمرؓ کے بعد میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت اسی طرح ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس افراتفری کی بیعت کے شر سے تمہیں بچایا اور تم میں ابوبکرؓ جیسا کوئی شخص نہیں تھا۔ یعنی ایسا عالم باعمل، مخلص، تقویٰ کے معیار پر پہنچا ہوا اور کوئی شخص نہیں تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کی تمام تفصیل بیان فرمائی۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ان پر خوف حالات کی تفصیل بیان فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہ کے تین گروہ بن گئے تھے۔ ایک فریق جس کا خیال تھا کہ آپؐ کا جانشین نبی کریم ﷺ کے اہل وعیال سے ہی ہونا چاہئے۔ دوسرے فریق کا خیال تھا کہ رسولِ کریم ﷺ کے اہل سے ہونے کی شرط ضروری نہیں۔ اس گروہ کے آگے پھر دو حصے تھے ایک جو یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ کا جانشین مہاجرین اور قریش میں سے ہو اور دوسرے جن کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا جانشین انصار میں سے ہونا چاہئے۔ اس آخری گروہ نے جو انصار کے حق میں تھا بنی ساعدہ کے ایک برآمدے میں جمع ہو کر مشورہ کیا، اور طبائع کا اس جانب رجحان ہو گیا کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔ جب یہ سوال اٹھا کہ اگر مہاجرین نے اس انتخاب کا انکار کیا تو کیا جواب دیا جائے گا۔ اس پر کسی نے کہا کہ پھر ہم کہیں گے کہ مِنا امیر ومنکم

امیر یعنی ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے۔ سعد جن کو انصار خلیفہ بنانا چاہتے تھے وہ بڑے دانا آدمی تھے۔ آپؓ نے فوراً کہا کہ یہ تو پہلی کمزوری ہے۔ یعنی خلیفہ ایک ہونا چاہئے۔ اس کے برخلاف رائے تو خلافت کے مفہوم کو نہ سمجھنا ہے اس سے اسلام میں رخنہ پڑے گا۔

جب مہاجرین کو انصار کے اس مشورے کی اطلاع ہوئی تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ رضوان اللہ علیہم وغیرہ وہاں پہنچے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا تھا کہ اس موقعے پر ایسی مدلل تقریر کروں گا کہ سب انصار میرے دلائل سے قائل ہو جائیں گے۔ لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ تقریر کرنے کیلیے کھڑے ہو گئے اور خدا کی قسم جتنی باتیں میں نے سوچی تھیں وہ سب انہوں نے بیان کر دیں اور مزید، دیگر دلائل بھی دیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے قریش میں سے تمہارے امام ہونے اور ان کی دین پر سبقت لے جانے کا ذکر کیا ہے۔ اس پر حباب بن منذر خزرجی نے مخالفت کی اور کہا کہ اگر آپ کو بہت اصرار ہے تو ایک امیر آپ میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک وقت میں دو امیروں کا ہونا جائز نہیں ہے۔ تمہارا یہ مطالبہ عقلاً اور شرعاً جائز نہیں۔

اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے انصار کو مخاطب کر کے تقریر کی اور فرمایا کہ تم مکہ کے باہر پہلی قوم ہو جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائی۔ اب رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد تم پہلی قوم نہ بنو جس نے دین کے منشا کو بدل دیا۔ اس کے بعد انصار میں سے بشیر بن سعد خزرجی نے تقریر کی۔ رفتہ رفتہ لوگوں کی رائے بدلنے لگی کہ مہاجرین میں سے ہی خلیفہ ہونا چاہئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رائے دی کہ عمرؓ یا ابوعبیدہؓ میں سے کسی کی بیعت کر لینی چاہئے۔ مگر دونوں نے انکار کیا اور کہا کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے دنوں میں نماز کا امام بنایا اور جو سب مہاجرین میں سے بہتر ہے ہم تو اس کی بیعت کریں گے۔ اس کے بعد مہاجرین اور انصار سب نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے کچھ دن بعد بیعت کی تھی۔ حضرت معن فرماتے ہیں کہ لوگ تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مر جاتے تاکہ بعد میں فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ آپؐ کے بعد تک زندہ رہوں تاکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی آپؐ کی تصدیق کر سکوں۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یہی وہ ایمان کا معیار ہے جسے ہر احمدی کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ حضرت معن نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ مرتدین اور باغیوں کی سرکوبی میں شامل تھے۔ آپ نے جنگِ یمامہ میں 12 ہجری میں شہادت پائی۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو نبوت کے مقام کو پہچاننے اور خلافت کے ساتھ وفا اور اخلاص کا تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 2019ء

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 اگست 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہؓ کے ذکر میں جن صحابی کا آج میں پہلے ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت عتبہ بن مسعود ھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ ابتدائی اسلام لانے والوں اور حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کرنے والوں میں شامل، حضرت عتبہ بن مسعودؓ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔

حضورِ انور نے اصحابِ صفہ سے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی رقم فرمودہ تفاصیل پیش فرمائیں۔ جس کے مطابق مسجدِ نبوی کے گوشے میں ایک چھت دار چبوترے کو صفہ کہا جاتا تھا۔ یہاں وہ غریب مہاجرین رہا کرتے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ یہ دن رات حضور ﷺ کی صحبت میں رہتے، عبادات اور تلاوتِ قرآن کریم کیا کرتے۔ ان لوگوں کا چونکہ کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا سو رسول اللہ ﷺ خود ان کی خبر گیری فرماتے۔ انصار بھی ان کی مہمانی میں حتی المقدور مصروف رہتے۔ لیکن اس سب کے باوجود اِن اصحاب کی حالت تنگ رہتی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ ان ہی بزرگوں میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ صفہ میں سے ستر اشخاص کے کپڑے ان کی رانوں تک بھی نہیں پہنچتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس جب صدقہ آتا تو اِن اصحاب کے پاس بھیج دیتے۔ جب دعوت کا کھانا آتا تو ان کو بلا لیتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔

مختلف روایات کے مطابق اہلِ صفہ کی تعداد مختلف وقتوں میں کم سے کم بارہ اور زیادہ سے زیادہ تین سو افراد تک بیان کی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ان کی تعداد چھ سو صحابہ کرام بھی بیان کی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے کہ یہ لوگ میرے لیے میری باتیں سننے بیٹھتے ہیں اِس لئے ان کی صحیح طرح تعظیم کرنی چاہئے۔ ان بزرگوں کا مشغلہ یہ تھا کہ راتوں کو عموماً عبادت کرتے اور قرآن کریم پڑھتے تھے۔ جن کو پڑھنا نہیں آتا تھا یا قرآن کریم یاد کرنا چاہتے تھے ان کے لئے ایک معلم اِن کو رات کے اوقات میں پڑھاتا تھا۔ اس بِنا پر ان میں سے اکثر قاری کہلاتے تھے۔ اشاعتِ اسلام کے لیے کہیں بھیجنا ہوتا تو یہی لوگ بھیجے جاتے۔ ان ہی میں سے بعد میں بہت سے اصحاب بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے، کئی علاقوں کے گورنر رہے۔ ان ہی میں سے سپہ سالار بھی تھے جنہوں نے فتوحاتِ اسلامیہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں اصحابِ صفہ کی جماعت میں جا بیٹھا۔ یہ لوگ نیم برہنگی کے باعث ایک دوسرے سے ستر چھپا رہے تھے۔ ایک قاری ہمیں تلاوت سنا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ شامل فرمائے جن کے ساتھ صبر کرنے کا حکم مجھے بھی دیا گیا ہے۔ آپؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے تنگ دست مہاجرین کے گروہ! تمہیں بشارت ہو کہ قیامت کے روز تم نورِ کامل کے ساتھ امیر لوگوں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور یہ نصف دن پانچ سو برس کا دن ہے۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عربی الہام پیش فرمایا جس میں اصحابِ صفہ کا ذکر ہے۔ یہ الہام حضور کو اپنے بعض ساتھیوں کے بارے میں ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جو اصحابِ صفہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں گذرے ہیں یہ بڑی شان والے، اور مضبوط ایمان والے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی فرمایا ہے کہ تمہیں بھی بعض لوگ ایسے میں عطا کروں گا۔

حضرت عتبہ بن مسعودؓ کے متعلق حضورِ انور نے فرمایا کہ صحابہ کے حالات پر مشتمل بعض کتب میں آپ کے احد اور اس کے بعد والے غزوات میں شامل ہونے کا ذکر ہے تاہم صحیح بخاری میں آپ کا ذکر بدری صحابہ میں ملتا ہے۔ حضرت عتبہؓ کی وفات حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت 23 ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ امام زہری سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحبت اور ہجرت کے لحاظ سے اپنے بھائی حضرت عتبہؓ سے زیادہ قدیم نہ تھے۔ یعنی عتبہ زیادہ پرانے صحابی تھے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر حضورِ انور نے فرمایا ان کا نام حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ تھا۔ آپؓ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں

شریک تھے۔حضرت عبادؓ قبیلہ خزرج کے خاندان بنوعوف بن خزرج کے سردار تھے جو قواقل کے نام سے مشہور تھے۔

حضورِانور نے قواقل نام کی وجہ اور تفصیل بیان فرمائی۔مدینے میں کسی سردار کے پاس کوئی شخص پناہ کا طلب گار ہوتا تو اس کو کہا جاتا کہ اب تو امن میں ہے۔تجھے کوئی مشکل نہیں۔وہ لوگ جو پناہ دینے والے تھے وہ قواقلہ کہلاتے تھے۔

حضرت عبادہؓ کے بھائی، حضرت اوس بن صامتؓ بدری صحابہ میں شامل تھے۔حضرت ابو مرثد غنویؓ ہجرت کر کے جب مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبادؓ کے ساتھ ان کی مواخات قائم فرمائی۔آپ غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔34 ہجری میں آپ کی وفات رملہ فلسطین میں ہوئی۔وہیں تدفین ہوئی اور آج بھی آپ کی قبر معروف ہے۔حضرت عبادؓ کی روایات کی تعداد 181 تک پہنچتی ہے۔حضورِ انور نے حضرت عباد سے مروی بعض روایات پیش بھی فرمائیں۔

جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ فتح دمشق کے بعد حمص آئے تو یہاں کے باشندوں نے ان سے صلح کر لی جس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عباد بن صامتؓ کو حمص پر نگران مقرر کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ذریعے بہت سے علاقے مسلمانوں کو عطا کئے۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباد بن صامتؓ کو بعض صدقات کا عامل بنایا اور نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم اونٹ کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہو اور وہ بلبلاتا ہو اسی طرح گائے یا بکری کی نسبت بھی نصیحت فرمائی کہ کہیں امانت میں خیانت نہ ہو جائے۔اس پر حضرت عباد بن صامتؓ نے عرض کی کہ میری حالت تو یہ ہے کہ میں کسی کا کوئی بوجھ برداشت نہیں کر سکتا اس لیے مجھے عامل نہ بنائیں تو ٹھیک ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار میں سے پانچ آدمیوں نے قرآن کو جمع کیا تھا جن میں حضرت عباد بن صامت بھی شامل تھے۔حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت عبادؓ کے حوالے سے باتیں اور ان کی روایتیں ان شاءاللہ آئندہ خطبے میں بیان ہوں گی۔

آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم طاہر عارف صاحب کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مرحوم 26 اگست کو بڑی صبر آزما بیماری کے بعد یو کے میں وفات پا گئے تھے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 13 فروری 1952ء کو پیدا ہوئے۔آپ کے والد مکرم چوہدری محمد یار عارف صاحب مبلغِ سلسلہ تھے۔جنہیں نائب امام مسجد لندن کے طور پر بھی خدمات کی توفیق ملی۔

طاہر عارف صاحب بڑے علمی ذوق والے کہنہ مشق ادیب و شاعر تھے۔ان کے دو شعری مجموعے، ایک اردو اور ایک پنجابی میں ہیں۔انہوں نے آنحضرت ﷺ پر انگریزی میں بھی ایک کتاب لکھی۔اس کے علاوہ پاکستان کے بارے میں ایک کتاب پاکستان منزل بہ منزل تحریر کی۔آپ نے پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔اے اکنامکس اور ایل۔ایل۔بی کی ڈگری لی۔اسی طرح لنڈن سکول آف اکنامکس سے ایل۔ایل۔ایم کی ڈگری حاصل کی اور مارک آف میرٹ کا اعزاز بھی ان کو حاصل ہوا۔

تعلیم کے بعد لندن سے پاکستان آ گئے اور سی۔ایس۔ایس کا امتحان پاس کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتے کرتے انسپکٹر جنرل آف پولیس کے عہدے تک پہنچے۔

آپ کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعے کا بڑا شوق تھا۔باقاعدہ ان کتب کے نوٹس لیتے اور دوستوں سے ان مضامین پر تبادلہ خیال بھی کرتے۔قرآن کریم پر غور کرنے والے تھے۔حضورِ انور نے فرمایا کہ میرے کلاس فیلو تھے اور کالج کے زمانے سے میں ان کو جانتا تھا۔ان کے عزیزوں میں سے تو کسی نے نہیں لکھا لیکن مجھے پتا ہے کہ بڑی باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والے تھے۔جماعت کے خدام اور واقفینِ زندگی کے لیے خاص احترام اور پیار کے جذبات رکھتے تھے۔

2014ء میں میں نے انہیں فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔2017ء میں چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب کی وفات کے بعد حضورِ انور نے آپ کو صدر فضلِ عمر فاؤنڈیشن مقرر فرمادیا۔ان کے پس ماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں۔آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی کامل وفا کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔آمین

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔13، 20، 27، 30 اگست، 3 ستمبر 2019ء)

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

غزل

مکرم ابنِ کریم صاحب

مجھے مشکل میں جینا آگیا ہے
اب الفت کا قرینہ آگیا ہے

کٹھن رستہ بھی آخر کٹ گیا ہے
ارے دیکھو مدینہ آگیا ہے

لٹاتا پھر رہا ہے وہ خزائن
کہ باہر ہر دفینہ آگیا ہے

کسی طوفاں سے اب کاہے کو ڈرنا
مسیحا کا سفینہ آگیا ہے

خطابت میں سمندر بانٹنے کو
وہ عرفاں کا خزینہ آگیا ہے

میں تیری یاد میں رویا ہوں جیسے
محرم کا مہینہ آگیا ہے

ضرورت جب پڑی میرے وطن کو
تو آگے میرا سینہ آگیا ہے

رن پر ہے کوئی ہے زیرِ آتش
مقابل جو کمینہ آگیا ہے

حریفوں سے جونہی مانگے دلائل
انہیں دانتوں پسینہ آگیا ہے

کرو تم زخمی زخمی میرا سینہ
ہمیں زخموں کو سینا آگیا ہے

خلافت فضلِ باری کی نشانی
وہ دیکھو وہ نگینہ آگیا ہے

چلو کہ اس کے در پر سب چلیں اب
اٹھو وقتِ شبینہ آگیا ہے

حلیم ان کی ملی ہے ہم کو چوکھٹ
عقیدت ہی کا زینہ آگیا ہے

دین کے لئے مالی قربانیوں کی اہمیت

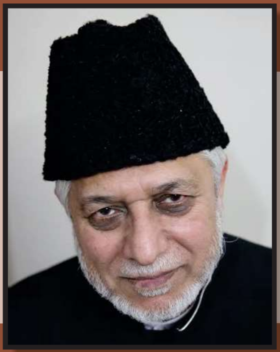

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ 2:255)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک عبد کے طور پر زندگی گزارتے ہوئے قربِ الٰہی کی سب راہوں کی پیروی کرتا رہے تا کہ جب اس دارالعمل سے دارالجزاء کی طرف منتقل ہو تو اپنے مقصدِ حیات میں کامیاب قرار پائے اور رضائے الٰہی کی ابدی جنت میں داخل ہو سکے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے جو ذرائع اور وسائل انسان کو عطاء فرمائے ہیں ان میں سے ایک اہم ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اس مضمون میں، میں اسی موضوع پر چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

آیاتِ قرآنیہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے قرآن مجید کی صورت میں جو کامل شریعت اتاری اور جس کو ھُدًی لِّلنَّاسِ بھی فرمایا اور بالخصوص ھُدًی لِّلْمُتَّقِيْنَ بھی۔ اس میں ہر وہ مضمون بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے جس کی انسان کو اپنا مقصدِ حیات حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہو سکتی ہے۔ ان مضامین میں سے ایک اہم مضمون راہ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس طرح تاکید اور وضاحت سے یہ مضمون قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اس سے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس راہ کو اختیار کرنے سے ہی انسان اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ شروع کرتے ہی یہ آیاتِ کریمہ ہماری توجہ کھینچتی ہیں جو سورۃ البقرہ کی ابتداء میں آئی ہیں۔ فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ 2:3)

کہ یہ قرآن کریم وہ عظیم موعود کتاب ہے جس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لیے ذریعۂ ہدایت ہے۔ یہاں یہ سوال ذہنوں میں ابھرتے ہیں کہ آخر یہ متقی لوگ کون ہیں اور انسان متقی کیسے بن سکتا ہے۔ ان دونوں سوالوں کا جواب یہ عطا فرمایا:

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ 2:4)

کہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں

اس میں متقی لوگوں کی جو در حقیقت انجام کار فلاح پانے والے ہیں دو بنیادی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان نشانیوں سے ان کو خوب پہچانا جا سکتا ہے اور یہی وہ دو ذرائع ہیں جن سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے انسان بالآخر اپنے مقصدِ حیات کو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور قربت کو پالیتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے متلاشی اور تقویٰ کی لامتناہی راہوں کے سالک کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس طرح بسر ہوتا ہے کہ اس پر فنائیت کا مضمون صادق آتا ہے وہ اس حقیقت کا خوب عرفان رکھتا ہے کہ اس نے جو کچھ پایا محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتۂ معرفت کو کیا خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

اس محکم یقین پر پوری طرح قائم ہونے کے بعد ایک بندۂ مومن کی ساری زندگی اس انداز میں گذرتی ہے کہ وہ اپنی ہر شے کو عطائے الٰہی یقین کرتے ہوئے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ، پورے انشراح اور یقین کے ساتھ، راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی جان، مال، وقت، عزّت اور اپنی خداداد قوت و استعداد کا ایک ایک ذرہ اس راہ میں قربان کرتا چلا جاتا ہے اور سب کچھ قربان کر دینے کے بعد، اس کے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز اٹھتی ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی\
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس مضمون کو نہایت عارفانہ رنگ میں یوں بیان فرمایا ہے:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار\
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نثار\
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب\
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب\
اسے دے چکے مال و جاں بار بار\
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

دینی ضروریات کی خاطر راہِ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے کا مضمون قرآن مجید میں بہت کثرت کے ساتھ بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے اور یہ وعدہ دیا کہ عالم الغیب خدا تمہاری ہر مالی قربانی کو خوب دیکھنے اور جاننے والا ہے اور وہ وہاب خدا ہے جو اس نیکی کی جزا گن گن کر نہیں بلکہ بے حساب دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اپنی جزاء کو لامتناہی رنگ میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کو جہاد قرار دیتے ہوئے تجارت کے رنگ میں ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الصّف 61:11-14)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع نہ کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچائے

گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ایک دوسری (بشارت بھی) جسے تم بہت چاہتے ہو۔ اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب کی فتح ہے۔ پس تو مومنوں کو خوشخبری دیدے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکات کا بڑی جامعیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ دنیا میں ملنے والے انعامات، خدائی نصرت اور فتوحات کا بھی ذکر ہے اور آخرت میں عذابِ الیم سے نجات، گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی جنتوں میں داخلہ کی نوید سنائی ہے۔ ظاہر ہے کہ مالی قربانیوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے یہ سب افضال اس مجاہد فی سبیل اللہ کو ملتے ہیں اور اسکی جھولیاں دنیا و آخرت میں ان نعمتوں سے بھرپور رہتی ہیں۔ اسی مضمون کا ذکر اس دوسری آیتِ کریمہ میں بھی ہے جس میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط (سورۃ التوبہ 111:9)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تاکہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔

جس انسان کو صادق الوعد خدا تعالیٰ کی طرف سے جیتے جی جنت کی بشارت مل جائے وہ یقیناً اپنی منزل کو پا گیا۔ اسی آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے مالی قربانیاں کرنے والے مجاہدین کو کتنے قطعی الفاظ میں بشارت دی ہے کہ اپنے خون پسینہ سے کمائے ہوئے رزقِ حلال کو میری رضا کی خاطر قربان کرنے والو! میں تمہیں کہتا ہوں:

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o (سورۃ التوبہ 111:9)

ترجمہ: کہ تم اپنے سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

ہمارے خدائے رحمٰن و رحیم کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اسی نے ہمیں پیدا کیا، اسی نے زندگی دی، اسی نے مال کمانے کی طاقت اور توفیق عطاء کی اور جب اسی کے فضل اور اسی کی عنایت سے کمائی ہوئی دولت کا ایک حصہ اسی کی خاطر قربان کیا جاتا ہے تو وہ ذرہ نواز خدا اتنا خوش ہوتا ہے کہ جنت کی بشارت عطاء فرماتا ہے۔ لاریب ایک بندۂ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے جو فوز عظیم کہلا سکتی ہے؟

احادیثِ نبویہؐ

چند آیاتِ قرآنیہ سے اکتسابِ فیض کے بعد آیئے اب ہم ان ارشادات سے برکت اور راہنمائی حاصل کرتے ہیں جو ہمارے محبوب آقا حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفی ﷺ کے بیان فرمودہ ہیں۔ آنحضور ﷺ ایسے امّی نبی ہیں کہ آپؐ نے کسی انسان سے علم نہیں سیکھا، علیم و خبیر خدا خود آپؐ کا معلم تھا۔ معلمِ حقیقی نے آپ کو وہ علوم و معارف سکھائے کہ آپؐ کل دنیا کے ہادی اور راہنما بن گئے۔ مالی قربانیوں کے موضوع پر بھی آپؐ نے اپنی امت کی بے نظیر راہنمائی فرمائی۔ چند ارشادات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ ایک ایک ارشاد توجہ سے سننے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

☆ ایک حدیثِ قدسی میں مذکور ہے کہ:

اے ابنِ آدم! تو دل کھول کر راہِ خدا میں خرچ کر، اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔ (صحیح مسلم)

☆ فرمایا: ”قابلِ رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی بھی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔“ (صحیح بخاری)

☆ فرمایا: ”دولت مند وہ نہیں جس کے پاس زیادہ مال ہو بلکہ حقیقی دولت مند تو وہ ہے جو دل کا غنی ہو یعنی راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتا ہو۔“ (جامع ترمذی)

☆ فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔“ (جامع ترمذی)

☆ فرمایا: ”نیکی کے تمام دروازوں میں سے بہترین دروازہ صدقہ و خیرات کرنا ہے۔“ (کنز العمال)

☆ فرمایا: ”ہر روز صبح سویرے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عطا کر اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال روکنے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی مقدر کردے۔“ (صحیح بخاری)

جو لوگ نیک اور صالح اولاد کی نعمت سے محروم ہیں ان کے لئے اس حدیث میں ایک عظیم نصیحت ہے۔

”اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما“

☆ فرمایا: ”تمہارا اصل مال وہی ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کر کے آگے بھجوا چکے ہو۔ جو پیچھے باقی رہ گیا ہے وہ تو وارثوں کا مال ہے۔“ (جامع ترمذی)

☆ فرمایا: ”مسلمان آدمی کا صدقہ کرنا عمر بڑھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔“ (کنز العمال)

☆ فرمایا: ”ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ میری امت کی آزمائش مال میں ہے۔“ (جامع ترمذی)

☆ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپؤں کی تھیلی کا منہ بخل کی وجہ سے بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کرو۔“ (صحیح بخاری)

قرآن مجید اور احادیث سے ملنے والی یہ راہنمائی اس حقیقت کو خوب آشکار کرتی ہے کہ دین کی ضروریات کے لئے مالی قربانی قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی پانے کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ ان مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ایک طرف ان کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوتا ہے تو دوسری طرف رحیم و کریم خدا اسی دنیا میں ایسے مخلص بندے کو نوازنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنی جناب سے اس کی جھولیاں فضلوں سے بھر دیتا ہے۔ بے حساب عطا کرتا ہے۔ اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں برکت دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس کو اسی زندگی میں جنت کی سی کیفیت بھی عطاء کر دیتا ہے اور خود اس کی ضروریات اور حاجات کا متکفل ہو جاتا ہے۔ راہِ خدا میں مالی قربانیاں کرنے والوں کے لیے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ صادق الوعد خدا نے دے رکھا ہے جس میں کسی قسم کا تخلف ممکن نہیں۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بعض ارشادات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے آگاہ فرمایا ہے۔ قرآن و حدیث پر مبنی ان ارشادات کے اس وسیع ذخیرہ سے میں چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

علم و معرفت اور روحانی تاثیر کے اعتبار سے ان زوردار ارشادات کا بہت عظیم مقام ہے۔ بس ایسے دلوں کی ضرورت ہے جو

ان کلمات کو اپنے نہاں خانۂ دل میں جگہ دیں ۔

آپ فرماتے ہیں:

"سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کردے۔ تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو۔" (الحکم۔16 اگست 1900ء،جلد4،صفحہ3)

☆☆☆

"اصل رزّاق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔" (ملفوظات۔جلد9،صفحہ36)

☆☆☆

"جو شخص ۔۔۔ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔۔۔ اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔

یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ ... میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا خاص فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات۔جلد سوم،صفحہ 496-498)

☆☆☆

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔... اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔"

(مجموعہ اشتہارات۔جلد سوم،صفحہ 498۔499)

☆☆☆

"ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے۔ اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے۔ آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بَن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے۔ جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے۔" (ملفوظات۔جلد6،صفحہ327)

☆☆☆

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔... ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔" (کشتی نوح۔روحانی خزائن،جلد19،صفحہ 38)

☆☆☆

ایک جامع ارشاد:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ مورخہ 31 مارچ 2006ء میں فرماتے ہیں:

"یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہو سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو سکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جا سکتے ہیں، نہ مربیان، مبلغین تیار ہو سکتے ہیں اور نہ مربیان، مبلغین جماعتوں میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔ نہ ہی مساجد تعمیر ہو سکتی ہیں۔ نہ ہی سکولوں، کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جا سکتی ہیں۔ نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔21 اپریل 2006ء)

مالی قربانیوں کے ایمان افروز نمونے

انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح سے بنایا ہے کہ کبھی وہ خدائی فرمان کو سن کر ایسا متاثر ہوتا ہے کہ یک لخت اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں آتا ہے کہ کان وقافاً عندالقرآن کہ وہ قرآن مجید کی آیات سن کر فوراً تابع فرمان ہوتے ہوئے رک جایا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی آیت کریمہ "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ" ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (سورۃ آل عمران 145:3) سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا گزری؟ سونتی ہوئی تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کھڑا ہونا بھی مشکل ہو گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرمان نبویؐ کان میں پڑتا ہے اور زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ گلی میں راہ چلتے صحابیؓ کے کان میں رسولِ خدا ﷺ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ براہ راست مخاطب بھی نہ تھے لیکن وہیں گلی میں بیٹھ گئے۔ شراب کا دور چل رہا تھا اعلان سنائی دیا کہ شراب آج سے حرام کر دی گئی ہے۔ غلبۂ خمر کے باوجود ایک صحابیؓ اٹھے اور لاٹھی سے شراب کے مٹکے کو چکنا چور کر دیا۔ دراصل نیکی کے ہر میدان میں اطاعت کا یہی مقام ہر مومن کو حاصل کرنا چاہئے۔ اسی غرض سے تربیتی تقاریر میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشادات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی برکت سے مومنوں کے دلوں میں ایک پاکیزہ تبدیلی اور حرکت پیدا ہو۔ ...اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان عملی

مثالوں سے بہت متاثر ہوتا ہے اور نیک اثر قبول کرتا ہے۔

انسان بالطبع نمونہ کا محتاج ہے اور دوسروں کے نیک نمونوں سے اس کے دل میں بھی نیکی کی تمنائیں بیدار ہوتی اور اسے بھی اسی رنگ میں رنگین ہونے پر مستعد کرتی ہیں۔ رسولِ پاک ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ وہ شخص حقیقت میں بہت ہی سعادت مند ہے جو دوسروں کے نیک نمونوں سے نصیحت پکڑتا ہے۔ اس پُرحکمت اصول کی روشنی میں مَیں مالی قربانیوں کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس امید اور دعا کے ساتھ

"شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات"

قرونِ اولیٰ کی مثالیں

آیئے ابتداء کرتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مثالوں سے جنہوں نے نورِ محمدیؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت پائی، آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور واقعی آپ کی ہدایات کو اپنی زندگیوں کا کچھ اس طرح حصہ بنالیا کہ وہ سب کے سب آسمانِ ہدایت پر ستاروں کی طرح جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ یہی ہیں وہ خوش قسمت صحابہ جن سے خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے اور جن کے نمونے کو رسولِ پاک ﷺ نے ہمیشہ کے لئے قابلِ تقلید قرار دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اِس اسلامی تعلیم پر جس طرح دل وجان سے عمل کیا وہ تاریخ عالم میں بے مثل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غزوہ کے موقع پر نصف مال پیش کر دیا اور سوچا کہ میں اس میدان میں سب پر سبقت لے گیا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اپنا سارا مال پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ اور مسابقت کی یہ دلفریب ادائیں صحابہ کرام نے اپنے اور ہمارے محبوب آقا، معلم کل جہاں، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے سیکھیں۔ آپؐ ہی نے ان کے دلوں کو روحانی پاکیزگی عطا فرمائی اور پھر ان دلوں میں راہ خدا میں اپنے اموال بے دریغ قربان کرنے کا بیج بویا۔ جب یہ بیج پھل لاتا اور انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کا کوئی مظاہرہ آپؐ کی نظروں کے سامنے آتا تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے تمتما اٹھتا۔ ایک کسان کی طرح جو اپنی سرسبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتی کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے لوگ حاضر ہوئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ نے صحابہ کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان کے لئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہؓ نے دینار، درہم، کپڑے، جَو اور کھجور صدقہ کیا یہاں تک کہ کپڑوں اور غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ حضرت جریر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ یہ منظر دیکھ کر سونے کی ڈلی کی مانند چمک رہا تھا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقہ)

☆☆☆

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط

(سورۃ آل عمران 3: 93)

ترجمہ: کہ تم ہرگز نیکی نہ پا سکو گے جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے، جن سے تم محبت کرتے ہو۔

تو اس کے بعد وفا شعار صحابہؓ کا طرزِ عمل دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ اپنی ہر محبوب ترین چیز کو راہ خدا میں قربان کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ انصارِ مدینہ میں سب سے زیادہ باغات حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے۔ بیرحاء نامی ایک باغ آپ کا محبوب ترین باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضور ﷺ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس باغ کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا۔ یہ آیت اتری تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی الفور یہ باغ اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ کے طور پر پیش کر دیا

☆☆☆

حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تو میں نے غور کیا کہ مجھے اپنے اموال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال کون سا ہے؟ میں نے اپنی رومی لونڈی سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ پائی۔ اس پر میں نے اسی وقت اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء۔ جلد 1، صفحہ 295)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی عجیب ایمان افروز واقعہ ہے اور ان کے سچے جذبات کی خوب عکاسی کرتا ہے۔ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور مچھلی کھانے کو بہت دل چاہا۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے ایک مچھلی تلاش کی۔ پکا کر ان کے سامنے رکھی۔ ابھی ایک لقمہ بھی نہ لیا تھا کہ دروازہ پر ایک مسکین نے صدا دی۔ آپ نے فوراً ساری کی ساری مچھلی اٹھا کر اسے دیدی۔ لوگوں نے اصرار سے کہا کہ آپ مچھلی کھالیں۔ اس مسکین کو ہم رقم دے دیتے ہیں جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے گا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت میرے لیے یہی مچھلی سب سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب ہے اور میں اسے ہی صدقہ کروں گا۔

(حلیۃ الاولیاء۔ جلد 1 صفحہ 297)

☆☆☆

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ ان کو بیت المال سے پانچ ہزار دینار ملتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ رقم ملتے ہی ساری کی ساری راہِ خدا میں خرچ کر دیتے اور اپنا گزارہ چٹائیاں بُن کر چلاتے تھے۔ (الاستیعاب۔ جلد 2 صفحہ 572)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ دونوں کا اندازِ قربانی مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ تو تھوڑا تھوڑا کر کے مال جمع کرتیں اور جب کچھ مال جمع ہو جاتا تو سب کا سب تقسیم کر دیتیں۔ مگر حضرت اسماء کا طریق یہ تھا کہ وہ تو کوئی چیز اپنے پاس رکھتی ہی نہ تھیں۔ (الادب المفرد باب السخاوۃ)

☆☆☆

ایک بار رسول خدا ﷺ نے عورتوں کو راہ خدا میں قربانی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ابھی آپ واپس گھر نہیں پہنچے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی بیوی آگئیں اور عرض کیا کہ میرے پاس جس قدر زیورات ہیں وہ سب کے سب لے آئی ہوں اور راہِ خدا میں پیش کرتی ہوں۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

یہ چند مثالیں بطور نمونہ ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ کی پاک نظر ان صحابہؓ کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ انہوں نے فنا فی اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کے وہ نمونے دکھائے جن کی نظیر ملنا محال ہے۔

(جاری ہے اور باقی آئندہ)

تقسیمِ برصغیر کے وقت پنجاب کے سرحدی کمیشن میں جماعتِ احمدیہ کا مؤقف

مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ ابونائل مرزا سلطان احمد صاحب

گذشتہ چند ہفتوں سے برِصغیر کے افق پر ایک بار پھر کشیدگی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔اور اس کشیدگی کے ساتھ 1947ء میں ہونے والے تاریخی واقعات کا تذکرہ بھی ہو رہا ہے۔یہ تاریخی واقعات تو دہرائے جا رہے ہیں اور ان پر بحث بھی ہو رہی ہے لیکن بالکل اس طرح جیسے فیض نے کہا تھا:

کھل گئے زخم کوئی پھول کھلے نہ کھلے

یعنی بجائے مسائل کا حل نکالنے کے پرانے زخم تازہ ہو رہے ہیں۔جہاں مسئلہ کشمیر کا ذکر ہو اور تقسیم ہند کے مراحل کا ذکر ہو، وہاں لازمی طور پر اس کمیشن کی کارروائی کا ذکر بھی آتا ہے جس کے سپرد صوبہ پنجاب کی تقسیم تھی۔ایک لحاظ سے پنجاب کی تقسیم کا مسئلہ، کشمیر کے مسئلے کا پیش خیمہ بنا کیونکہ اگر دونوں میں سے کسی ملک کو کشمیر کی ریاست تک کا راستہ ملنا تھا تو ہی اس کے لئے ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ اس ریاست کو اپنے ساتھ ملحق کر سکے۔جماعتِ احمدیہ کا پنجاب کے سرحدی کمیشن کی کارروائی سے گہرا تعلق تھا۔ایک حوالہ تو یہ ہے کہ ضلع گورداسپور اور تحصیل بٹالہ کے بارے میں یہ فیصلہ ہونا تھا کہ اس نے پاکستان میں شامل ہونا ہے یا ہندوستان میں، تو ہی یہ طے ہونا تھا کہ قادیان کس ملک میں شامل ہوگا۔اور اس کمیشن کے سامنے جماعتِ احمدیہ نے اپنا میمورنڈم بھی پیش کیا تھا۔یہ میمورنڈم مکرم شیخ بشیر احمد صاحب نے پیش کیا تھا۔اور دوسرا حوالہ یہ ہے کہ پنجاب کے سرحدی کمیشن کے روبرو مسلم لیگ کا مقدمہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی صلح کی کوششیں

سب سے پہلے تو اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ہمیشہ صلح جوئی، امن اور بھائی چارے کے قیام کی داعی رہی ہے۔اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جب ایک تنازعہ پیدا ہو رہا ہو تو دونوں فریقوں کے لیڈروں کو بار بار مذاکرات کے ذریعہ اس کا حل نکالنا پڑتا ہے۔اگر اس فرض کو ادا نہ کیا جائے یا کسی وجہ سے لیڈر آپس میں صلح صفائی کی صورت نہ نکال سکیں تو بعض مرتبہ کئی نسلوں کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔اور بدقسمتی سے برصغیر میں اب تک یہ ہو رہا ہے۔1946ء میں مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان کشیدگی بڑھتی جا رہی تھی ۔ اور ہندوستان کی آزادی کے دن قریب آ رہے تھے۔اور بجا طور پر یہ خدشہ بڑھ رہا تھا کہ اگر یہ اختلافات دور نہ ہوئے اور افہام وتفہیم سے مسائل حل نہ کئے گئے تو یہ جھگڑے کئی دہائیوں تک چلتے جائیں گے۔دارالحکومت ہونے کی وجہ سے اس وقت دہلی تمام سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ستمبر 1946ء میں دہلی تشریف لے گئے۔اور وہاں مختلف لیڈروں سے حضورؓ کی ملاقات بھی ہوئی۔کانگرس کے لیڈروں میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب، پنڈت جواہر لال نہرو صاحب اور گاندھی جی کی حضور کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ان کے علاوہ سرفیروز خان نون اور نواب چھتاری بھی حضور سے ملنے آئے۔اور بعض لیڈروں کو حضورؓ نے خطوط لکھے۔ان میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح بھی شامل تھے۔

اس وقت بھوپال کے مسلمان نواب بھی بڑے خلوص سے اس بات کی کوششیں کر رہے تھے کہ ہندوستان کی ان دونوں پارٹیوں میں صلح کی کوئی صورت نکل آئے اور اس سلسلہ میں ان کی گاندھی جی سے بھی کئی ملاقاتیں ہوئیں۔اور گاندھی جی نے ایک یادداشت پر دستخط بھی کر دیئے لیکن اس کے بعد کانگرس نے اس مفاہمت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔اس وقت حضورؓ کس سمت میں کوششیں فرما رہے تھے اس کا اندازہ اس گفتگو سے لگایا جا سکتا ہے جو حضورؓ نے گاندھی جی سے فرمائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’میں مسٹر گاندھی سے بھی ملا۔میرا منشا تھا میں ان سے تفصیل سے بات کروں گا۔اور انہیں بتاؤں گا کہ آپس کا تفرقہ ٹھیک نہیں۔ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ کچھ وہ چھوڑ دیں اور کچھ لیگ چھوڑ دے۔تا کہ ملک کی بدامنی خطرناک رنگ اختیار نہ کر لے۔میں نے ان سے کہا کہ لڑتے آپ ہیں لیکن آپ لوگوں کی جان پر اس کا وبال نہیں بلکہ ان ہزاروں ہزار لوگوں پر ہے جو قصبوں میں رہتے ہیں یا دیہات میں رہتے ہیں اور تہذیب اور شائستگی کو نہیں سمجھتے۔وہ ایک دوسرے کو ماریں گے، ایک دوسرے کو لوٹیں گے اور ایک دوسرے کے گھروں کو جلا دیں گے۔جیسے جھگڑا لیگ اور کانگرس کا تھا۔لیکن مسجد اور لائبریری ڈھاکہ میں ہماری جلا دی گئی۔حالانکہ نہ ہم لڑے نہ ہم بدامنی پیدا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔مگر وہاں کے ہندوؤں نے ہماری مسجد اور ہماری لائبریری کو جلا کر یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے بڑا تیر مارا ہے۔اور یہ خیال کر لیا کہ انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لے لیا ہے۔اس سے پتہ لگتا ہے کہ جب اس قسم کے اختلاف پیدا ہوں تو انسانی عقل ماری جاتی ہے۔اور سیاہ اور سفید میں فرق کرنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔غرض گاندھی جی پر میں نے یہ بات واضح کی اور انہیں کہا کہ آپ کو اس بارہ میں کچھ کرنا چاہئے۔گاندھی جی نے اس کا جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں، میں نہیں کر سکتا۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 13 نومبر 1946ء،صفحہ 5)

ان حالات میں بھی جب بسا اوقات صلح کرانے والے شخص کو گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے، جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مفاہمت اور صلح کرانے کی کوشش ہوتی رہی۔دوسری طرف اسی وقت مجلس احرار اور جمیعۃ العلماء کی طرف سے ایسے تبصرے کئے جا رہے تھے جو کہ صورتِ حال کو مزید خراب کرنے کا باعث بن رہے تھے۔چنانچہ اس بارے میں 18 اکتوبر 1946ء کو روزنامہ الفضل قادیان میں ایک اداریہ بھی شائع ہوا۔

اس اداریہ میں اس رویے کی مذمت کر کے اس کو درست کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 23 ستمبر، 11 اکتوبر، 12 اکتوبر، 14 اکتوبر، 15 اکتوبر، 16 اکتوبر 1946ء)

صلح کی نصیحت پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جن خدشات کا اظہار فرمایا تھا وہ درست نکلے۔ آزادی کے وقت تک کانگرس اور مسلم لیگ میں مفاہمت اور صلح کا ماحول نہ پیدا ہوا۔ آزادی کے وقت پنجاب کی زمین خون سے رنگ دی گئی۔ اتنی خون ریزی ہوئی جس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا، تاریخ کی بد ترین نقل مکانی ہوئی اور نتیجہ یہ کہ لاکھوں گھر اجڑ گئے۔

جون 1947ء میں وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اعلان کیا کہ برطانوی حکومت مقامی ہندوستان کے نمائندوں کو اقتدار سپرد کر کے رخصت ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم کیا جائے گا۔ جو مسلمان اکثریت کے علاقے پاکستان کے علاقے سے ملے ہوں گے وہ پاکستان کا حصہ بنیں گے اور باقی علاقے ہندوستان کا حصہ بنیں گے۔ اور یہ تقسیم کرتے ہوئے 'دیگر عوامل' کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ اسی وقت جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ پنجاب کا صوبہ ہر لحاظ سے ایک یونٹ ہے۔ دوسرے صوبوں کی طرح اسے بھی تقسیم نہیں کرنا چاہئے۔ اور وائسرائے کو اس مضمون کی تار بھی دی گئی۔ پنجاب کی تقسیم کے لئے بننے والے کمیشن کے سربراہ ریڈکلف تھے۔ دو جج کانگرس کے اور دو جج مسلم لیگ کے نامزد کردہ تھے۔

تقسیمِ پنجاب کے کمیشن کے روبرو مسلم لیگ کا مؤقف

کانگرس کا مقدمہ جس ٹیم نے پیش کیا اس کی قیادت سیتلواڈ صاحب کر رہے تھے جو بھارت کے پہلے اٹارنی جنرل بنے۔ اور مسلم لیگ کی طرف سے دلائل حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے پیش کئے تھے اور ان کی مدد ملک فیروز خان نون صاحب نے کی۔ جہاں تک مسلم لیگ کے میمورنڈم کا تعلق ہے تو مسلم لیگ کے میمورنڈم میں یہ اصول بیان کیا گیا تھا کہ یہ فیصلہ کہ کون سی تحصیل کس ملک میں شامل ہونی چاہئے، یہ دیکھ کر ہونا چاہئے کہ کس تحصیل کی اکثر آبادی کس کے ساتھ شامل ہونا چاہئے۔ اور 'دیگر عوامل' کو محض سرحد میں معمولی رد و بدل کے لئے زیرِ غور لایا جائے، اس سے زیادہ اسے وقعت دینا اور اس کی بنا پر وسیع علاقے کسی ملک کے حوالے کر دینا جمہوری اصولوں کے خلاف ہوگا۔ اور اس میمورنڈم کے آخر میں یہ موقف بیان کیا گیا تھا کہ پنجاب کی مسیحی برادری اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اور ان کا مفاد اس بات میں ہے کہ پنجاب کا زیادہ سے زیادہ حصہ پاکستان میں شامل ہونا چاہئے۔ اس لئے ان کی تعداد کو بھی پاکستان کے حامیوں میں شامل کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں تحصیل انبالہ، فیروز پور، جالندھر اور زیرہ کے اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے کہ مسلمانوں اور مسیحی برادری کی آبادی مل کر اکثریت کو مزید مضبوط کر دیتی ہے۔

کانگرس اور سکھ احباب کا مؤقف

جب سیتلواڈ صاحب اور ان کی ٹیم نے کانگرس کا موقف پیش کیا تو واضح کر دیا کہ صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ کس ضلع میں کس کی آبادی زیادہ ہے۔ نہ یہ دیکھنا کافی ہے کہ ان اضلاع کے منتخب نمائندوں نے ابھی کس ملک میں شامل ہونے کے حق میں رائے دی ہے۔ انہوں نے کانگرس کا یہ مطالبہ پیش کیا کہ گورداسپور، لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، لائل پور (موجودہ فیصل آباد)، منٹگمری (موجودہ ساہیوال)، اور سیالکوٹ کے اضلاع بھی بھارت میں شامل کئے جائیں۔ اور یہ سب اضلاع مسلمان اکثریت کے تھے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ مطالبہ پیش کیا کہ دریائے چناب کو پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحد بنانا مناسب ہوگا ورنہ ہمیں بہت سی دفاعی مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ اگر نقشہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان اضلاع کو نکالنے کے بعد پاکستان کے حصہ میں پنجاب کا بہت تھوڑا رقبہ آتا تھا۔ کشمیر کو علیحدہ کرنے کا منصوبہ اس وقت تک تو بہر حال بن ہی چکا تھا۔ اس صورتِ حال کے نتیجہ میں پاکستان کا قائم رہنا بھی مشکل ہو جانا تھا کیونکہ اس وقت بہاولپور اور قلات سمیت کسی ایک مسلمان ریاست نے بھی پاکستان سے الحاق کا اعلان نہیں کیا تھا۔

البتہ یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ کانگرس نے کیا دلائل پیش کئے تھے کہ کیوں یہ مسلمان اکثریت والے اضلاع بھارت کا حصہ بنا دیئے جائیں اور کیوں یہ نہ دیکھا جائے کہ ان کی اکثریت کس ملک میں شامل ہونا چاہتی ہے؟ مسٹر سیتلواڈ کا نظریہ یہ تھا کہ آخری دو مردم شماریاں قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ ان میں پنجاب میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ اگر ایسا تھا تو پھر سارا انتخابی عمل ہی قابلِ اعتبار نہیں تھا کیونکہ وہ انہی مردم شماریوں کی بنا پر ہوا تھا۔ ایک اور نظریہ یہ پیش کیا کہ سکھوں کا ایک ملک میں جمع ہونا ضروری ہے اور وہ پاکستان میں نہیں رہ سکتے۔ مگر جن اضلاع کا وہ ذکر کر رہے تھے ان میں مسلمانوں کی تعداد سکھ احباب سے بہت زیادہ تھی۔ اسی کلیہ کے تحت مسلمانوں کا بھی ایک ملک میں رہنا ضروری تھا۔ کانگرس کے میمورنڈم میں یہ دلائل بلکہ تفصیلی ضلع وار اعداد و شمار پیش کئے گئے تھے کہ اگرچہ ان اضلاع میں مسلمان اکثریت میں ہیں لیکن ان اضلاع میں زیادہ ٹیکس اور سیلز ٹیکس، ہندو زیادہ دے رہے ہیں اور زیادہ جائیدادوں اور زمینوں اور کاروباروں کے مالک تو ہندو ہیں۔ ان کی نسبت مسلمانوں کا ٹیکس بھی کم ہے اور جائیدادیں اور زمینیں بھی کم ہیں۔ اس لئے ان اضلاع کو بھارت کا حصہ بنانا چاہئے۔

جب لاہور کے متعلق بات ہوئی کہ اسے پاکستان میں شامل ہونا چاہئے کہ بھارت میں تو کانگرس کی طرف سے ان دلائل کے علاوہ یہ دلائل پیش کئے گئے کہ لاہور میں زیادہ تر بنک آفیسر تو مسلمان نہیں ہیں اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسے پاکستان میں نہیں بلکہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہئے۔ اور تعلیمی ادارے زیادہ غیر مسلموں کے ہیں۔ اور لاہور میں ریلوے کی ورکشاپ بھی ہے۔ اگر یہ ورکشاپ پاکستان میں چلی گئی تو بھارت کے پاس پنجاب میں کوئی ریلوے ورکشاپ نہیں ہوگی۔ اس لئے بھی لاہور کو بھارت میں شامل ہونا چاہئے، باوجود اس کے کہ لاہور کی اکثریت پاکستان میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ ضلع گورداسپور میں بھی مسلمانوں کی چند فیصد کی اکثریت تھی۔ اس کے بارے میں کانگرس نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ کانگڑہ اور امرتسر کے درمیان ریلوے لائن کٹ جائے گی، اس لئے اس ضلع کو بھی بھارت کے حوالے کر دو۔ کانگرس کے بعد سکھوں کا میمورنڈم اس سے بھی بڑھ کر تھا بلکہ اس میں مسلمانوں کے بارے میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ اس میں ایک یہ دلیل بھی پیش کی گئی تھی کہ پنجاب میں مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد فقیروں، جولاہوں، موچیوں، کمہاروں، چوہڑوں، چماروں، ترکھانوں، تیلیوں، نائیوں، لوہاروں، دھوبیوں، قصائیوں اور میراثیوں پر مشتمل ہے اور ان کی زمین میں جڑیں نہیں ہیں۔ اور ان کے متعلق اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے۔ جب کہ ہندو اور سکھ آبادی میں اس قسم کے لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں اور ان کی زمین میں جڑیں مضبوط ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ ایک خلافِ عقل دعویٰ تھا۔ یہ پڑھ کر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک آدمی اور ایک ووٹ کا

اصول اور برابری کے سبق سب کیا ہوئے؟

جماعتِ احمدیہ کا میمورنڈم کیا تھا؟

اب یہ جائزہ پیش کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں کیا مؤقف پیش کیا گیا تھا؟ اس میمورنڈم میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ قادیان اس ضلع کا حصہ ہے جو کہ مسلم اکثریت کا ضلع ہے، اس تحصیل کا حصہ ہے جو کہ مسلم اکثریت کی تحصیل ہے۔ جس ذیل، جس قانون گو اور جس تھانہ میں قادیان واقع ہے وہ سب مسلم اکثریت کے ہیں اور اس کے اور پاکستان کے درمیان مسلم اکثریت کا علاقہ ہے، اس لئے قادیان کو مغربی پنجاب یعنی پاکستان میں شامل ہونا چاہیے۔ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں اس نظریہ کو رد کیا گیا تھا کہ 'دیگر عوامل ' کی بنا پر وسیع علاقے کسی ملک میں شامل کر دینے چاہئیں۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ اس علاقے کی اکثریت کس ملک میں شامل ہونی چاہیے۔ اور اس بات کا رد کیا کہ تقسیم کے وقت یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ زیادہ جائیداد اور زمینیں کس کے پاس ہیں کیونکہ مسلمانوں نے علیحدہ ملک کا مطالبہ کیا ہی اس وجہ سے تھا کہ ان کے نزدیک ان کے حقوق متحدہ ہندوستان میں محفوظ نہیں تھے اور انہیں ان کے جائز حقوق سے محروم کر کے پسماندہ بنایا جا رہا تھا۔ اور اس دلیل کا کانگرس کی طرف سے پیش کیا جانا اس لئے بھی غلط ہے کیونکہ خود کانگرس کا نظریہ ہے کہ کسی کے پاس کتنی جائیداد یا دولت ہے اس سے اس کے سیاسی حقوق پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور جن صوبوں میں کانگرس کی حکومت ہے وہاں قانون بنا کر بڑی زمینداریوں کو ختم کیا جا رہا ہے بلکہ بڑے زمینداروں کی زمینوں کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہی اصول صحیح تھا کہ جس کی جائیداد زیادہ ہے اس کے سیاسی حقوق زیادہ ہونے چاہئیں تو انہیں چاہئے تھا کہ بڑی زمینداریاں ختم کرنے کی بجائے انہیں زیادہ سیاسی حقوق دیتے۔

اس کے بعد جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں اس بات کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا کہ کیوں مسلمان اقتصادی طور پر دوسری اقوام سے پیچھے رہ گئے۔ یہ حقائق بیان کئے گئے کہ لارڈ کرزن کے وائسرائے بننے سے قبل تک برطانوی حکومت کی پالیسی یہ تھی کہ مسلمانوں کو کمزور کیا جائے۔ اور وہ حکومتی ادارے جن سے فوائد حاصل کئے جا سکتے تھے، غیر مسلموں کے ہاتھ میں چلے گئے تھے۔ ان پالیسیوں کے نتیجہ میں مسلمان پسماندہ رہ گئے تھے اور اب ان تجاویز کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ان کے پاس رہ گیا ہے وہ بھی ان سے چھین لیا جائے۔ سکھ احباب کے اس دعوے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ سرگودھا، لائل پور، ملتان، منٹگمری اور شیخوپورہ کے نہری کالونیوں میں ان کی آباد کردہ زمینیں زیادہ ہیں، اس میمورنڈم میں یہ بیان کیا گیا کہ یہ زمینیں مسلمان آبادیوں کی چراہ گاہیں تھیں جنہیں سرکاری قرار دے کر حکومت نے اپنے قبضہ میں لے لیا اور جب نہریں بن گئیں تو سکھوں کو ان کی خدمات میں یہ زمینیں دی گئیں۔ اور اس زیادتی کے بعد دوسری زیادتی یہ کی جا رہی ہے کہ یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ان زمینوں کی ملکیت کی بنا پر یہ علاقہ بھارت کا حصہ بنا دیا جائے۔ اگر کانگرس کا یہ نظریہ قبول کر لیا جائے کہ زیادہ جائیدادوں اور زمینوں کی بنیاد پر اور اکثریت کی مرضی کے خلاف یہ فیصلہ کیا جائے کہ یہ علاقے کس ملک کا حصہ بنیں گے تو پھر ہمیں یہ حساب بتا دیا جائے کہ ان اموال ، جائیدادوں اور زمینوں کے عوض کتنے لوگوں کی آزادی سلب کی جا رہی ہے۔ اس آزادی کے دور میں یہ نظریات قبول نہیں کئے جا سکتے۔ اور اس کمیشن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ سرحد میں معمولی رد و بدل کے علاوہ 'دیگر عوامل ' کو زیرِ غور لائے۔ فیصلے کا معیار یہ ہونا چاہئے کہ کس علاقے کی اکثریت کس ملک کا حصہ بننا چاہتی ہے۔

اور اگر مسیحی برادری پاکستان کا حصہ بننا چاہتے تو ان کی رائے پاکستان کے حق میں شمار کرنا ضروری ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے میمورنڈم میں اس بات کی نشاندہی بھی کی گئی کہ وائسرائے نے ایک بیان میں ضلع گورداسپور کی مسلمان آبادی کے جو اعداد و شمار بیان کئے ہیں وہ بھی غلط ہیں اور کم کر کے بیان کئے گئے ہیں۔

(دی پارٹیشن آف پنجاب۔ ناشر سنگِ میل لاہور 1983ء، جلد 1، صفحہ 281 تا 391، 420 تا 422، 428 تا 450۔ جلد 2، صفحہ 220 تا 223)

یہاں پر حقائق درج کر دیئے گئے ہیں۔ چونکہ آج کل تقسیم برصغیر کے مرحلہ کے بارے میں ایک بار پھر زور و شور سے بحثیں کی جا رہی ہیں، اس لئے ان حقائق کا جاننا ضروری ہے۔ ہر کوئی ان کو پڑھ کر اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ ایک بار پھر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آپس میں مفاہمت اور صلح صفائی سے اور انصاف کے اصولوں پر قائم رہ کر ہی مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ ایک غلطی دوسری غلطیوں کو جنم دیتی رہی گی اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی وقفِ جدید کی وصولی کے لحاظ سے پوزیشن 2018ء

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی درج ذیل امارتیں

وان (Vaughan)۔ نمبر دو پر کیلگری (Calgary)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر بریمپٹن (Brampton)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔

درج ذیل دس بڑی جماعتیں

ڈرہم (Durham)، ونڈسر (Windsor)، بریڈفورڈ (Bradford)، ایڈمنٹن ویسٹ (Edmonton West)، سسکاٹون نارتھ (Saskatoon North)، سسکاٹون ساؤتھ (Saskatoon South)، مانٹریال ویسٹ (Montreal West)، ملٹن ویسٹ (Milton West)، ہملٹن ویسٹ (Hamilton West)، ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

دفتر اطفال کی درج ذیل پانچ نمایاں پوزیشنیں

ڈرہم (Durham) نمبر ایک۔ پھر ملٹن ویسٹ (Milton West) پھر بریڈفورڈ (Bradford)۔ پھر ہملٹن ساؤتھ (Hamilton South) اور سسکاٹون (Saskatoon)۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جنوری 2019ء مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ 24 جنوری 2019ء، صفحہ 9)

خدمت کا انمول موقع

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے حصہ اردو کے لئے Graphic Designer & Layout کی ضرورت ہے۔ براہ کرم ایسے نوجوان جو رضا کارانہ خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہوں اس انمول موقع سے فائدہ اٹھائیں اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب چیف ایڈیٹر احمدیہ گزٹ سے رابطہ فرمائیں۔

Tel-416-602-7781

Email: hadialichaudhary@gmail.com

دورانِ نماز تلاوتِ امام میں مقتدی کے اظہار

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نماز میں امام کی تلاوت کے دوران بعض آیات کے بعد مقتدی کو بعض کلمات کہنا مسنون ہے۔ ان کے بارہ میں احباب وقتاً فوقتاً استفسار کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ آیات، ان کا اردو ترجمہ اوران کے جوابی کلمات مع اردو ترجمہ افادۂ عام کے لئے درج ذیل ہیں۔

امام: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ (سورۃ الفتح 30:48)	ترجمہ: محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔	مقتدی: صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم	ترجمہ: آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور سلامتی ہو۔
امام: فَبِاَيِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (سورۃ الرحمٰن 15:55)	ترجمہ: پس (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔	مقتدی: لَا بِشَیۡءٍ مِّنۡ نِعۡمَتِکَ نُکَذِّبُ یَا رَبَّنَا	ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم تیری کسی بھی نعمت میں سے کچھ بھی انکار نہیں کرتے۔
امام: سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلٰی ۔ (سورۃ الاعلیٰ 2:81)	ترجمہ: اپنے بزرگ وبالا رب کے نام کا ہر عیب سے پاک ہونا بیان کر۔	مقتدی: سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی	ترجمہ: پاک ہے میرا ربّ بڑی عظمت والا۔
امام: ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ (سورۃ الغاشیہ 27:88)	ترجمہ: پھر یقیناً ہم ہی پر ان کا حساب ہے۔	مقتدی: اَللّٰھُمَّ حَاسِبۡنَا حِسَاباً یَّسِیۡراً	ترجمہ: اے ہمارے اللہ! ہمارا حساب آسان کر۔
امام: اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحَاكِمِيۡنَ (سورۃ التین 9:95)	ترجمہ: کیا اللہ سب فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا نہیں؟	مقتدی: بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيۡنَ	ترجمہ: یقیناً اس پر میں بھی گواہوں میں سے ہوں۔
امام: فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (سورۃ النصر 4:110)	ترجمہ: پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر۔ اور اس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ کرنے والا ہے۔	مقتدی: سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ اَسۡتَغۡفِرُکَ وَ اَتُوۡبُ اِلَیۡکَ	ترجمہ: اے ہمارے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ میں تجھ سے اپنی مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے دوران کون سی دعا پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ کتب احادیث میں سجدۂ تلاوت کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے۔

” سَجَدَ وَجۡهِيَ لِلَّذِی خَلَقَهٗ وَ شَقَّ سَمۡعَهٗ وَ بَصَرَهٗ بِحَوۡلِهٖ وَ قُوَّتِهٖ۔“

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول اذا سجد، وسنن ترمذی)

ترجمہ: میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اپنی طاقت اور قوّت سے اس کے کان اور آنکھ کے سوراخ نکالے۔

بعض روایتوں میں یہ فقرہ بھی آیا ہے۔ ” فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِیۡنَ“

ترجمہ: پس برکت والا ہے اللہ جو تخلیق کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔

انتہا پسندی کا ردّ

مکرم طارق حیدر صاحب، ونڈسر

جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفة الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں ''امن کا راستہ'' کے عنوان سے ایک بین الاقوامی تحریک کا آغاز کیا ہے، جو نو نکات پر مشتمل ہے۔ اس تحریک کا ایک مقصد اسلامی اصولوں اور اقدار کی روشنی میں دنیا کو امن کی طرف بلانا ہے، یہ نو نکات درج ذیل ہیں۔

☆ خالق کی شناخت

☆ اقوام متحدہ کے درمیان عالمی اتحاد

☆ عدل وانصاف

☆ انتہا پسندی کا رد

☆ ملک سے وفاداری

☆ جوہری ہتھیاروں کا خاتمہ

☆ ہتھیاروں کے منافع کا خاتمہ

☆ اقتصادی مساوات اور غربت کا خاتمہ

☆ انسانیت کی خدمت

آج کے بگڑتے ہوئے حالات میں جو 15 مارچ 2019ء کو نیوزی لینڈ کے واقع کے بعد مزید کثیف دکھائی دے رہے ہیں، ان نکات کو سمجھنا اور سچے دل سے انسانیت کو امن کے اس راستے کا پیغام دینا ہی دراصل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا بنیادی مقصد ہے- چنانچہ درج ذیل مضمون اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے-

خالق کے احکامات کے مطابق چلنا اور اس کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے۔ اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے فتنہ وفساد سے بچنا اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا تا کہ توحید کا قیام ہو اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلایا جائے اور دنیا کی اکثریت اس تعلیم کی قائل ہو بظاہر یہ سب باتیں آج کی دنیا میں بہت مشکل دکھائی دیتی ہیں مگر قرآن کریم نے اس مشکل کو کس خوبصورتی سے آسان کر دیا، جیسا کہ سورة النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط (سورة النحل 16:126)

یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان کے ساتھ ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

خوش گفتاری وہ کنجی ہے جو سخت سے سخت دل کے تالے بھی آسانی سے کھول دیتی ہے ، اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلامی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ شدت سے۔ تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔ غیر مسلموں کو جو انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں ان کے سامنے اسلام کی یہ خوبی رکھنی ضروری ہے، دنیاوی نظام بعض حقوق کا تعین کر کے یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے حقوق ہیں اور یہ ہمیں دو ، ورنہ طاقت کے ذریعے لئے جائیں گے، جب کہ اسلام کہتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان حقوق کو بیان فرما دیا جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے لئے ادا کرنے چاہئیں۔

آنحضرت ﷺ نے دعویٰ نبوت سے پہلے بھی اپنی پاک فطرت کے نمونے دکھائے اور یہ پاکیزہ نمونے دکھاتے ہوئے دوسروں کی بھلائی کی خاطر، دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کوششیں کیں ،حلف الفضول جیسا تاریخی معاہدہ بھی اسی دور کا حصہ ہے۔ نبوت کے بعد تو دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ان کی بھلائی اور خیر چاہنے کے لئے آپ کے جو عمل تھے اس کے نظارے تمام دنیا نے دیکھے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ اور قوتِ قدسی تھی جس نے یہ روح صحابہ رضوان اللہ اجمعین میں پھونک دی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی بھلائی چاہنے میں بڑھتے چلے گئے اور یہی فرق ہے دنیاوی نظاموں میں اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام میں ہے ۔ دنیاوی نظام اکثر اوقات حقوق حاصل کرنے کے لئے ناجائز طریق بھی استعمال کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ مومنوں کو کہتا ہے کہ اگر میری رضا کے طلبگار ہو تو نہ صرف یہ کہ مطالبے پر حقوق ادا کرو بلکہ حقوق کی ادائیگی پر نظر رکھ کر حقوق ادا کرو۔ اور انصاف سے کام لیتے ہوئے یہ حقوق ادا کرو۔ انسانی ہمدردی کے جذبے سے یہ حقوق ادا کرو۔ حقوق العباد کا ادا نہ کرنا اور خلق اللہ کے حقوق کو غصب کرنا ہی دراصل انتہا پسندی کو جنم دیتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع کے موقع پر بڑا واضح فرمایا تھا کہ آج کے دن تمہارے خون، مال، تمہاری آبروئیں تم پر حرام اور قابلِ احترام ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینہ میں واجب الاحترام ہے۔ اے لوگو ! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے۔ دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ۔ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دے جو کہ موجود نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا۔ آپؐ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ! آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ ! تو گواہ رہنا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب حجة لوداع۔ حدیث نمبر 4406۔ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک، باب الخطب یوماً نحر۔ حدیث نمبر 3055)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البر والصل والآداب، باب فضل الرفق۔ حدیث نمبر 6601)

یعنی نرمی سے جو مسائل حل ہو جاتے ہیں ان کو نرمی سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نرمی انتہا پسندی کو رد کر کے معاشرے میں امن اور باہمی بھائی چارے کا ماحول پیدا کرتی ہے اور مخلوق کی سلامتی ہی اسلام کا حقیقی معنی ہے۔ اسلام کے نزدیک پائیدار سلامتی کا یہی معیار ہے جس میں انتہا پسندی کا شائبہ بھی موجود نہیں۔ اور یہ

قرآنی تعلیم محض تعلیم کی حد تک ہی نہیں رہی بلکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا۔ آپؐ غریبوں کا سہارا بنے، غلاموں سے پیار کیا، محروموں کو ان کے حق دلوائے، ان کو معاشرے میں مقام دلوایا۔ حضرت بلالؓ جو ایک حبشی غلام تھے وہ آزاد کروا دیئے گئے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ کے سلوک نے ان کو وہ مقام عطا فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کو 'سیدنا بلال' کے نام سے پکارا۔ دراصل یہی سلامتی کا معیار ہے جو انتہا پسندی کو کلیتاً رد کر کے اسلام کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے واضح کرتا ہے۔

اس آخری زمانے کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اسلام نے کبھی جبر کا مسئلہ نہیں سکھایا۔ اگر قرآن شریف اور تمام حدیث کی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے تدبر سے پڑھا یا سنا جائے تو اس قدر وسعت معلومات کے بعد قطعی یقین کے ساتھ معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابل شرم الزام ہے۔ اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں پر مطلع ہو جائیں گے۔ کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۃ البقرۃ 2: 257) یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں کیا ہم اس بزرگ نبی ﷺ کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گزر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اس وقت غیرت الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ ورنہ قرآن شریف نے ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دی۔ اگر جبر کی تعلیم ہوتی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ جبر کی تعلیم کی وجہ سے اس لائق نہ ہوتے کہ امتحانوں کے موقع پر سچے ایمانداروں کی طرح صدق دکھلا سکتے لیکن ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کے صحابہؓ کی وفاداری ایک ایسا امر ہے کہ اس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ان سے صدق اور وفا کے نمونے اس درجہ پر ظہور میں آئے کہ دوسری قوموں میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔'' (مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن، جلد 15 صفحہ 11-12)

اسلام کی کس قدر مکمل تعلیم ہے جو نہ صرف جبر اور انتہا پسندی کی نفی کرتی ہے بلکہ اس بات کا تاکیدی حکم دیتی ہے کہ مومن کی اصل شان اس کے صبر میں ہے اور اسلام ہی وہ عظیم الشان مذہب ہے جو ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں اس بات کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے انتہا پسندی کو رد کر کے صبر کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خطبہ جمعہ 22 جون 2007ء میں فرماتے ہیں:

'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں کو گالیاں مت دو۔ تو کسی نے سوال کیا کہ ماں باپ کو کون گالیاں نکالتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی کے باپ کو برا بھلا کہو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالی نکالے گا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح تم نے خود اپنے باپ کو گالی نکالی۔ تو یہ سلامتی پھیلانے کے لئے اسلامی تعلیم ہے کہ شرک جو خدا تعالیٰ کو انتہائی ناپسندیدہ ہے جس کی سزا بھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں معاف نہیں کروں گا ان شرک کرنے والوں کے متعلق بھی فرمایا کہ ان سے اخلاق کے دائرہ میں رہ کر بات کرو۔ تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ تمہارے اخلاق ایسے ہونے چاہئیں جو ایک مسلمان کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں۔ پس آج مسلمان کا کام ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کرے۔ باقی رہا یہ کہ جو اسلام پر استہزا کرنے سے باز نہیں آتے ان سے کس طرح نپٹا جائے۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ایسے لوگوں کی بدقسمتی نے ان کے فعل ان کو خوبصورت کر کے دکھائے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے آخر پھر اس زندگی کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ پھر ان سے وہ سلوک کرے گا جس کے وہ حقدار ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ o مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ o الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ o (سورۃ ق 50 : 25-27)

یعنی اے نگرانو! اور اے گروہو! تم دونوں سخت ناشکری کرنے والے اور حق کے سخت معاند کو جہنم میں جھونک دو۔ ہر اچھی بات سے روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے اور شک میں مبتلا کرنے والے کو۔ وہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا کوئی معبود بنا رکھا تھا۔ پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں جھونک دو۔

تو یہ اللہ تعالیٰ ان داروغوں کو فرمائے گا اگلے جہان میں ان سے یہ سلوک فرمائے گا جس کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہوا ہے اس بارہ میں ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔''

(خطباتِ مسرور، جلد 5، صفحہ 262-263)

اللہ تعالیٰ جماعت کو مجموعی طور پر بھی اور افرادِ جماعت کو انفرادی طور پر بھی ہر شر سے بچائے اور مخالفین کے شر ان پر الٹائے۔ مسلمانوں کو عقل اور سمجھ بھی دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنیں اور امتِ واحدہ بن کر اسلام کی پُر امن اور خوبصورت تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے والے اور پھیلانے والے ہوں۔ آمین!

مرکزی اخبارات و رسائل کے لئے
جماعت احمدیہ کینیڈا کے نمائندے

احباب جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یو کے مرکز سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل میں جماعت احمدیہ کینیڈا کی مساعی کی رپورٹس کی اشاعت کے لئے کینیڈا میں درج ذیل نمائندے مقرر کئے گئے ہیں۔

سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

☆ مکرم ناصر احمد وینس صاحب

روزنامہ گلدستۂ علم و ادب لندن

☆ مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

☆ مکرم انصر رضا صاحب، لوکل مشنری جماعت احمدیہ کینیڈا

ہفت روزہ الحکم لندن

☆ مکرم سید مکرم نظیر صاحب

صدران جماعت احمدیہ کینیڈا سے درخواست ہے کہ اپنے مقامی حلقہ کی رپورٹس شائع کرنے کے لئے مذکورہ بالا نمائندگانِ مرکز سے تعاون فرمائیں۔ نیز احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ انہیں جماعت احمدیہ کینیڈا کی ذرائع ابلاغ میں بہترین خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہادی علی چوہدری

صدر شعبہ اشاعت و تصنیف کینیڈا

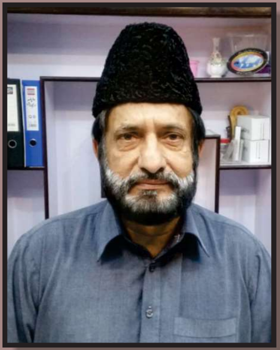

نظامِ بنکاری اور جدید دور

مکرم قریشی عبدالحلیم سحرؔ صاحب، ایم اے۔ ناظر دارالضیافت ربوہ

بنکاری کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اصلاحات اور جدت آتی گئی ہے۔ بنکنگ کی اگر سادہ اور آسان سی تعریف کی جائے تو یہ ایک ایسی تنظیم یا ادارہ ہے جو ایسی سہولتیں مہیا کرتی ہے جس میں سرمایہ یا رقوم کو قبول کرنا اور قرضے دینا شامل ہے۔

بنکنگ کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو اس کی ایک شکل یا نمونہ قدیم زمانے کے تاجروں کے لین دین میں نظر آتا ہے۔ یہ لوگ اناج، غلہ یا دانوں (Grains) کی صورت میں کسانوں کو قرضہ اور ان تاجروں کو جو ایک شہر سے دوسرے شہر تجارتی سامان لایا اور لے جایا کرتے تھے۔

بنکنگ کا ارتقاء

بنکنگ کی ابتداء تقریباً 2000 قبل مسیح میں ہوئی۔ اس کے بعد قدیم مصر اور اسی طرح رومی سلطنت میں اس قسم کا لین دین شروع ہوا۔ چائنا اور انڈیا میں بھی پرانے زمانے کی کچھ شہادتیں روپیہ سود پر دینے کی ملتی ہیں۔

اگر تاریخی کتابوں سے بنکنگ کے متعلق جائزہ لیا جائے تو قدیم تاریخ اور علوم کے دور میں کچھ آثار اٹلی خاص طور پر نسبتاً خوشحال شہروں Florence Venice اور Geneva میں ملتے ہیں۔ اس وقت کی مشہور Bardi اور Penuzzi فیملی خاص طور بنکنگ میں نظر آتی ہیں جنہوں نے یورپ کے بہت سے حصوں میں بنکوں کی شاخیں کھولیں۔ 1397ء میں سب سے زیادہ مشہور بنک Medica Bank اٹلی میں قائم ہوا۔ Monte del paschidi sciena 1472ء سے قائم ہے۔ اس کو سب سے پرانا اور ابتدائی بنک ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے اس کا ہیڈ کوارٹر Siena اٹلی میں ہے۔ بنکنگ میں زیادہ ترقی اور پھیلاؤ شمالی اٹلی میں رومن بادشاہت کے دور میں پندرھویں اور سولہویں صدی کے درمیان ہوئی۔ سترھویں صدی میں جب بہت سی نئی ایجادات ہوئیں تو بنکنگ نظام بڑی تیزی سے متعارف ہونے لگا۔ اسی دوران اٹھارہویں صدی میں ایمسٹرڈیم، ہالینڈ اور لنڈن میں بنک قائم ہوئے۔ بیسویں صدی میں مواصلاتی اور کمپیوٹر کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ایجادات سے بنکنگ کے نظام میں انقلابی اور نمایاں تبدیلیاں آئیں۔ بنک اپنے حجم اور وسعت کے لحاظ سے دنیا بھر میں پھیلنے لگے۔

بنکنگ کا بحران

2007-08ء کے مالی بحران میں بہت سے بنک ناکام ہو گئے تھے۔ ان حالات میں بنکوں کی مضبوطی، سیکیورٹی اور اعتماد کے لئے بہت بحث ہوئی کہ اس کے اصول وسیع پیمانے پر بنائے جائیں اور جدید دور کے تقاضوں کے تحت پُرکشش بنایا جائے۔ سولہویں صدی کے اختتام اور سترھویں صدی کے درمیان تجارتی بنکنگ کو فروغ حاصل ہوا اور تجارتی کاموں کے لئے روپیہ قبول کیا جانے لگے اور قرضوں کا اجراء کیا گیا۔ کرنسیوں کا تبادلہ شروع ہوا۔ سونے اور چاندی کے سکوں کی جگہ رقم ٹرانسفر کرنے کے لئے کام کی ابتداء ہوئی۔ اسی طرح بنکنگ کا نظام، ان تبدیلیوں، اصلاحات اور قوانین بننے کے ساتھ ساتھ عالمگیر نظام بنتا گیا اور قومیں اور ملک اس سسٹم سے آپس میں جڑنے لگے اور مزید آسانیاں پیدا ہوئیں۔ نئے بنکوں کے نظام کے تحت تجارتی اور صنعتی سرگرمیوں کے لئے قابل اعتماد ذرائع استعمال ہونے لگے۔ ادائیگیاں اور رقوم کی ترسیل خاص طور پر تجارتی مقاصد کے لئے آسان اور جدید ہوتی گئیں۔

سترھویں صدی کے آخر میں بنک رقم کی فراہمی کے لئے بہت زیادہ اہمیت اختیار کرنے لگے خاص طور پر یورپین ممالک میں تیزی سے بنک ترقی کرنے لگے انہی اصلاحات اور ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلی دفعہ ایک مرکزی بنک کی ضرورت محسوس ہوئی جو گورنمنٹ کے تحت کام کرے اور کاغذی نوٹ جاری کرے جن کی باقاعدہ گورنمنٹ ضامن ہو لیکن یہ ابھی تک ابتدائی سوچ تھی۔

جزوی طور پر سرمایہ کو محفوظ کرنے کے لئے بنک سترھویں صدی میں باقاعدہ طور پر متعارف ہوئے اس وقت امیر تاجروں نے اپنا سونا (Gold) لنڈن کے سناروں کے پاس جمع کروانا شروع کیا ان سناروں نے اپنی خدمات کے عوض ان تاجروں سے معاوضہ لینا شروع کیا۔ اس وقت سنار باقاعدہ ایک رسید جاری کرتے جس میں سونے کی مقدار اس کے اصل ہونے کا سرٹیفکیٹ دیتے اور اصل مالک ہی اپنا سونا واپس لے سکتا تھا۔ کسی اور کو رسید دے کر اور اپنے دستخط کر کے سونا نہیں منگوا سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ سناروں نے (سونا، چاندی وغیرہ) گارنٹی کے ساتھ روپیہ کی صورت میں ادھار دینا شروع کیا۔ اس طرح جدید بنکنگ متعارف ہونے میں مدد ملی۔ نوٹ یا رسید کی صورت میں سونا اور چاندی کے سکوں کے عوض ایک نئی صورت پیدا ہوئی اس اعتبار کی صورت میں یہ نوٹ یا سکے اپنی قیمت بنانے لگے۔ اس طرح یورپین تاجروں کے درمیان مارکیٹ میں ان سکوں اور کاغذی نوٹ کے ذریعہ لین دین شروع ہوا۔ اٹھارھویں صدی میں اس میں مزید ترقی ہوئی اور یہ نوٹ کسی بھی دوسرے شخص کو دستخط کر کے دیئے جانے لگے۔ اس طرح اعتبارِ زر کا دور شروع ہوا جس سے جدید بنکنگ نظام میں اہم تبدیلیاں آنے لگیں۔

بنک نوٹ کا اجراء

1695ء میں ابتدائی طور پر ہاتھ سے لکھے ہوئے نوٹ مستقل طور پر بنک آف انگلینڈ نے جاری کئے۔ 1745ء میں نوٹ باقاعدہ طور پر پرنٹ ہو کر مارکیٹ میں آ گئے۔ یہ نوٹ 20 پاؤنڈ سے لے کر 1000 پاؤنڈ تک کے تھے۔ 1855ء میں ایسے نوٹ جاری کئے گئے جن پر نہ نوٹ لینے والے کا نام اور نہ کسی کیشیئر کے دستخط تھے۔ یہ وہ دور تھا جب بنکنگ نظام جدید دور میں داخل ہو رہا تھا۔ اٹھارہویں صدی میں بنکوں نے اپنی خدمات عوام کے لئے پیش کر دیں۔ سرمایہ کاری کی گارنٹی اور ادائیگیاں بذریعہ چیک

اور Over Draft کی سہولتیں بھی مہیا ہونے لگیں۔ 1600ء میں چیکس کی ابتداء ہوئی۔ سب سے پہلے Over Draft کی سہولت ''رائل بنک آف سکاٹ لینڈ'' نے شروع کی۔ صنعتی انقلاب اور عالمی تجارت میں اضافے کے ساتھ ساتھ بنکوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ خاص طور پر لندن میں اسی وقت مالیاتی سرگرمیوں نے بنکوں کے سسٹم کو مزید وسیع اور روشن کر دیا۔ تجارتی بنکوں نے فیملی لین دین کے لئے بیرونی قرضوں کے لئے تحریری ضمانت کے بانڈز جاری کئے اس طرح تجارتی بنکوں کی سہولیات کی وجہ سے تجارت میں بہت اضافہ ہوا اور سمندری جہازوں کے ذریعہ تجارت کی وجہ سے منافع کی شرح بڑھنے لگی۔

1797ء میں جب انگلینڈ کو جنگ کی دھمکی دی گئی تو ملکی بنکوں کو بڑا دھچکا لگا۔ جنگ کی دھمکی کا خوف ایک فرانسیسی نے پھیلایا تھا، اس طرح بنک آف انگلینڈ نے عارضی طور پر کیش کی ادائیگی روک دی۔ بنک آف انگلینڈ کو بذریعہ پارلیمنٹ یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ مالیاتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے چھوٹی مالیت کے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔

مرکزی بنک

1698ء میں بنک آف ایمسٹرڈم ایک مثالی بنک کے طور پر سامنے آیا اور اسی کے ذریعہ مرکزی بنک قائم کرنے کی طرف رجحان پیدا ہوا۔

1668ء میں Sevriage Riksbank سب سے پہلا مرکزی بنک کے نام سے قائم ہوا۔

1690ء میں پبلک کو کم مقدار میں روپیہ کی سپلائی شروع کی گئی کیوں کہ اس وقت برطانیہ کا فرانس کے ساتھ جھگڑا چل رہا تھا اور اسے رقم کی اشد ضرورت تھی۔ ولیم سوئم کی گورنمنٹ اس وقت بہت کمزور تھی اور اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ بارہ لاکھ پاؤنڈ کا انتظام کرتی اور اپنا قرضہ اُتارتی۔ اس وقت بنک آف انگلینڈ نے گورنمنٹ کو بہت سہارا دیا اور ادائیگیوں کی حد تک بیلنس کیا۔ اس کے باوجود بھی گورنمنٹ کو اربوں روپے کے قرضے پبلک سیکٹر سے لینے پڑے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے بانڈز کے عوض بڑے پیمانے پر نوٹ بھی چھاپے۔ 1.2 ملین پاؤنڈز صرف بارہ دن میں جمع ہوئے۔ اس میں سے نصف رقم بحریہ کو دوبارہ پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے استعمال ہوئی۔ اگرچہ شروع میں یہ بنک ایک پرائیوٹ ادارے کی صورت میں کام کرتے رہے اس میں پبلک کا کردار بڑا نمایاں تھا۔

انیسویں صدی کے درمیان کمرشل بنک اس قابل ہوگئے تھے کہ وہ اپنے بنک نوٹ چھاپ سکیں۔ اور یہ نوٹ صوبائی بنک، کارپوریشنوں کے ذریعے معاشی سرکل میں لائے۔ یہ سب کچھ چارٹرا یکٹ 1944ء کے تحت کیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت بنک آف انگلینڈ کی نگرانی میں نوٹ چھپنے لگے۔ اس طرح بنک آف انگلینڈ کی اجارہ داری قائم ہوئی۔ اور یہ مرکزی بنک کی حیثیت اختیار کر گیا۔

چنانچہ انیسویں صدی کے دوران یورپی ممالک میں بہت سے مرکزی بنک قائم ہوئے۔ 1800ء میں فرانس کا مرکزی بنک Bangue de France قائم ہوا۔ 1913ء میں امریکہ کے مرکزی ریزرو بنک، ریزروا یکٹ کے تحت قائم کئے گئے۔ آسٹریلیا کا مرکزی بنک 1920ء میں بنا۔ کولمبیا میں 1923ء میکسیکو اور چلی میں 1925ء کینیڈا، نیوزی لینڈ میں 1934ء میں اسی طرح برازیل، افریقہ اور ایشیائی ممالک میں 1945ء میں مرکزی بنک قائم ہوئے۔

آج دنیا بھر میں بنک کسی بھی ملک کی معیشت کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ ہر شعبہ ہائے زندگی میں خواہ حکومت ہو یا خودمختار ادارے یا پرائیویٹ سیکٹر کے سرمایہ کار ہوں یا عوامی فلاح و بہبود اور خدمات ہوں، بنکوں کی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نظام بنکنگ میں تیزی سے ترقی کے پیش نظر ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس ہوئی جو مرکزی طور پر بنکوں کو کنٹرول کرے۔ ان کی پالیسیاں بنائے اور قوانین مرتب کرے اور جس کو بہت سے اختیارات ہوں اس کے لئے ایک مرکزی بنک، ہر ملک میں قائم کیا گیا۔ مرکزی بنک کسی بھی ملک کے نظام زر اور بنکاری کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کے کچھ فرائض ہوتے ہیں جو وہ سرانجام دے کر معیشت کو کنٹرول کرتا ہے۔ ملک میں زر کی مقدار کو کنٹرول کرنا ایک اہم فریضہ ہے تاکہ کاروباری اداروں اور عام آدمی کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اس کے لئے مرکزی بنک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ نوٹ جاری کرے۔ اسی طرح حکومت کو اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔ یہ تجارتی بنکوں کے کیش ریزرو کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ حکومت کے پاس جو غیر ملکی کرنسی اور سونے کی مقدار ہوتی ہے اس کا محافظ ہوتا ہے۔ اس کا ایک اہم فرض یہ بھی ہوتا ہے کہ جب تجارتی بنکوں کو کہیں سے بھی قرض نہ مل رہا ہو تو یہ ان کی طرف سے پیش کردہ ہُنڈیوں پر بھتہ لگاتا ہے اور انہیں قرض دیتا ہے مرکزی بنک کو تجارتی بنکوں کا بنک بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح تجارتی بنکوں کے لین دین کا تصفیہ بھی کرواتا ہے۔

پاکستانی بنک

پاکستان میں مرکزی بنک کی حیثیت سے سٹیٹ بنک آف پاکستان کام کر رہا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان ملک کے اندر جاری بنکوں کو اپنی شاخیں قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے اور ملک میں بچتوں کے فروغ کے لئے تجارتی بنکوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ مختلف بچت سکیمیں شروع کریں اور مرکزی بنک انہیں بچتوں پر شرح ہائے سود دینے کی اجازت دیتا ہے۔ جب ان بنکوں کے ذریعہ عوام کو پُرکشش شرح منافع ملے گا تو وہ اپنا روپیہ بنکوں میں جمع کروائیں گے لیکن پاکستان میں آج کل بنکوں کا شرح منافع تیزی سے کم ہو رہا ہے جس سے بنکاری نظام کو دھچکا لگ رہا ہے۔ اسی طرح روپیہ کے لین دین پر بلا جواز ٹیکس لگا کر پاکستان کے بہترین بنکاری نظام کو خراب کیا جا رہا ہے۔

مرکزی بنک کسی بھی ملک کی مالیاتی پالیسی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تجارتی بنک بھی سٹیٹ بنک کی نگرانی میں کام کرتے ہوئے معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تجارتی بنک سے مراد ایک مالی ادارہ جو لوگوں کی امانتیں قبول کرے اور لوگوں کو قرض فراہم کرے۔ پاکستان میں اس وقت جو معروف بنک کام کر رہے ہیں ان میں مسلم کمرشل بنک، یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ، الائیڈ بنک لمیٹڈ، حبیب بنک لمیٹڈ اور نیشنل بنک آف پاکستان شامل ہیں ان کے علاوہ بہت سے اور بنک بھی اپنے اپنے دائرہ میں کام کر رہے ہیں جن میں جہانگیر صدیقی بنک، بنک الحبیب لمیٹیڈ، بنک الفلاح، فیصل بنک، عسکری بنک، میزان بنک، سلک بنک وغیرہ ہیں۔

سٹینڈرڈ چارٹرڈ بنک اس کی برانچوں کو پاکستان اور دنیا بھر میں کافی محدود کر دیا گیا ہے یہ غیر ملکی بنک ہے۔ اس کے علاوہ سینٹرل گورنمنٹ کے تحت نیشنل سیونگ سنٹر یا قومی بچت کا ادارہ کام کر رہا ہے۔ کسی زمانہ میں اس کے منافع کی شرح اور عام بنکوں کی شرح میں نمایاں فرق تھا جو اب کافی کم ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر اس ادارہ کے منافع کی شرح کو دوبارہ بڑھا کر عوام کو پُرکشش منافع کی پیش کش کی جائے تو بچتوں میں بہت اضافہ ممکن ہے اور گورنمنٹ کے پاس وافر روپیہ بھی جمع ہو جائے گا۔ جو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں پر لگایا

جاسکتا ہے۔

رقوم کا تبادلہ

نظام بنکنگ میں رقم کو مختلف طریقوں سے منتقل کیا جاتا ہے۔ ان میں ایک قسم (Demand Draft) ہے۔اس میں بھی دو طریق ہیں۔مقامی کرنسی اور بیرون ملک کرنسی ڈرافٹ۔(بیرون ملک کرنسی میں زیادہ تر برطانوی پاؤنڈ، یورو اور یوایس ڈالر وغیرہ) مقامی ڈرافٹ شہروں میں رقوم کی ترسیل کے لئے بنایا جاتا ہے۔جب کہ بیرون ملک ڈرافٹ ملک سے باہر رقم کی ترسیل کے لئے بنتا ہے۔ پاکستان کے اندر غیر ملکی کرنسی ڈرافٹ نہیں بن سکتا۔ یہ صرف بیرون ممالک کے لئے بنتا ہے۔کیونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان فارن کرنسی کی اجازت نہیں دیتا۔

(Demand Draft) رقم ٹرانسفر کرنے کا ایک محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ ہے۔کیونکہ رقم صارف کے اکاؤنٹ سے نکلتی ہے اور بنک کے قابل ادا اکاؤنٹ میں منتقل ہوجاتی ہے۔جب آپ Demand Draft جا کر متعلقہ بنک میں جمع کرواتے ہیں تو بنک اکاؤنٹ سے صارف کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل ہوجاتی ہے۔ Demand Draft کے لئے اکاؤنٹ ہونا ضروری ہے جس میں جمع ہوگا اس کے واپس ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا جب کہ چیک واپس ہوسکتا ہے۔ Demand Draft کی کوئی حتمی تاریخ نہیں ہوتی یہ غیر معینہ مدت کے لئے ہوتا ہے۔جب کہ چیک 6 ماہ کی مدت میں کیش کروایا جاسکتا ہے۔

TT (Telegraphic Transfer) یہ بھی رقم ٹرانسفر کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔یہ رقم منتقل کرنے کا ایک فوری ذریعہ ہے۔یہ بنک سے بنک میں رقم ٹرانسفر کا طریقہ ہے۔آج کل کے دور میں TT کے ذریعہ رقوم کی ٹرانسفر اتنی مقبول نہیں رہی۔اب رقوم یا فنڈ آن لائن سسٹم (ATM بنک چیک) کے ذریعہ سب سے تیز ترین چینل ہے جو اسی دن منتقل ہوجاتی ہے۔

دوسرا Swift Message کے ذریعہ بھی رقوم بیرون ملک منتقل ہو جاتی ہے۔رقوم بھیجنے والا بنک جس کو Remiter Bank کہتے ہیں اس نے پہلے ہی بیرون ملک بنک کے ساتھ اپنا اکاؤنٹ کھولا ہوتا ہے،وہ اپنے Message کے ذریعہ تصدیق کرتا ہے اور ہدایات جاری کرتا ہے کہ ہمارے swift اکاؤنٹ کو Debit کر کے رقم ہمارے فلاں صارف کے اکاؤنٹ میں Credit کر دی جائے۔اس طرح بیرون ملک صارفین کو بھی اسی دن رقم مل جاتی ہے۔

Swift سے مراد (Society for wordwide interbank financial telecommunication) ہے۔اس کو financial message بھی کہتے ہیں۔یہ ایک ادارہ ہے جس نے فنڈز ٹرانسفر کرنے کی سہولت مہیا کی ہے۔یہ رقم ٹرانسفر کرنے کا محفوظ ترین Network ہے۔اس کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ رقوم اور معلومات بھجوائی جاتی ہیں۔

Payment Order یہ بھی رقم منتقل کرنے کا ایک اور ذریعہ ہے۔یہ شہر کے اندر بھی رقوم بھجوانے کے لئے استعمال ہوسکتا ہے اور شہر کے باہر بھی۔اس میں اور Demand Draft میں یہ فرق ہے کہ DD کی ادائیگی فوری ہو جاتی ہے جب کہ Payment Order کلیئرنس کے لئے واپس متعلقہ بنک میں جاتا ہے پھر ادائیگی ہوتی ہے۔

Debit Card اگر آپ کے اکاؤنٹ میں بیلنس ہوگا تو آپ کی رقم آپ کو مل جائے گی یا آپ اسے استعمال کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

Credit Card جس وقت اس کارڈ اجراء ہوتا ہے تو ساتھ ہی آپ کے لئے ایک حد مقرر ہوتی ہے۔یہ آپ کی کاروباری حیثیت اور ساخت کو مدنظر رکھ کر دی جاتی ہے۔اگر آپ مقررہ حد کے اندر خریداری کرتے ہیں تو اس کا بل 52 دن کے اندر آپ کو بھیجا جاتا ہے۔

عام طور پر 40 دن بعد آپ کو بل پہنچ جاتا ہے۔رسید کے نیچے نوٹ ہوتا کہ یہ آپ کا بل ہے کم از کم ادائیگی 500 روپے کر دیں۔ مثلاً 45,000 روپے کا بل ہے تو 500 روپے ادائیگی کر دیں، گاہک خوش ہوجاتا ہے کہ اس دفعہ 500 روپے ادائیگی کر دیتے ہیں پھر اگلی دفعہ پوری رقم ادا کر دیں گے۔پھر اگلی خریداری کا بل اور سابقہ بل ملا کر دیتے ہیں تو اس پر اڑھائی سے تین فی صد تک سود بھی لگ جاتا ہے اس طرح بنک اپنی آمد پیدا کرتے ہیں۔اگر آپ پہلی دفعہ ہی پوری ادائیگی کر دیتے ہیں تو بنک آپ کو ہدایت کرتا ہے کہ آپ کریڈٹ کارڈ پوری طرح استعمال نہیں کر رہے۔پہلی دفعہ Markup نہیں لگتا۔اس طرح بنک کو کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔

Visa Card (Visa International Service Association) ایک کمپنی ہے۔اس کارڈ کو آپ دنیا میں کہیں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔اس کے ذریعہ آپ خریداری کر سکتے ہیں۔اور ATM پر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

Visa Card میں دو قسم کے کارڈ جاری کئے جاتے ہیں۔ Debit Card اس میں ادائیگی پہلے سے ہوتی ہے اور موجودہ رقم کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔دوسرے قسم کے کارڈ میں آپ مقررہ حد تک خرچ کر سکتے ہیں۔یہ دونوں فارن کرنسی کی صورت میں ہوتے ہیں اور اس سے یورو، پاؤنڈ اور یوایس ڈالر کی صورت میں نقد حاصل کر سکتے ہیں۔اس میں Visa کمپنی شامل ہوتی ہے۔یہ کمپنی بیرون ملک بنک کو ادائیگی کرتی ہے اور اس پر Visa کمپنی تقریباً 0.3% اخراجات وصول کرتی ہے جو کہ گاہک کو ادا کرنے ہوتے ہیں۔

اب ہم رقوم کی ترسیل کا ایک اور معروف طریقہ کار کا جائزہ لیتے ہیں۔یہ مختلف ادارے اور کمپنیاں ہیں جو اپنی خدمات پیش کرتی ہیں۔اور رقوم کی منتقلی پر اپنے اخراجات لیتی ہیں۔ان میں Western Union, Ria Express Money, Money Gram وغیرہ شامل ہیں۔ان سب کی ادائیگیوں کا طریقہ کار ایک جیسا ہے۔ہر بنک کا الگ ادارہ یا ادارے کے ساتھ معاہدہ ہے۔اس میں بھی ایک اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے جس کے ذریعہ بیرون ملک ادارے میں رقم جمع ہو جاتی ہے۔پھر مقامی بنک ادائیگی کرتے ہیں۔رقم بھجوانے والے سے یہ ادارے خدمات کا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔مثلاً اگر آپ 300 یورو بھجوا رہے ہیں تو آپ سے یہ ادارہ 305 یورو وصول کرے گا۔ 05 یورو اس کی خدمات کے اخراجات ہوں گے۔اسی طرح پاؤنڈ اور یوایس ڈالر وغیرہ بھجوانے میں یہی فارمولا لاگو ہوگا۔ایک بات یاد رہے کہ آپ جو فارن کرنسی میں رقم بھجوائیں گے تو اس کا ریٹ یہ کمپنیاں مارکیٹ ریٹ سے آپ کو نسبتاً کم دیں گی۔

اس قسم کی ادائیگیوں کے لئے بنکوں کے اکاؤنٹ Head office میں کھلتے ہیں۔اور پھر لوکل بنک ادائیگیاں کرتے ہیں اور یہ نظام ان کے باہمی تعاون understanding سے چلتا رہتا ہے۔ان ادائیگیوں کے لئے مخصوص کوڈ اور شناختی کارڈ شامل ہوتا ہے۔مثلاً اگر آپ کو بیرون ملک سے رقم کوئی عزیز بھجواتا ہے تو وہ آپ کا نام اور شناختی کارڈ کا نمبر وہاں درج کرواتا ہے اور آپ کو ایک مخصوص کوڈ بذریعہ فون پیغام بھجواتا ہے۔پھر آپ شناختی کوڈ بتا کر متعلقہ بنک سے رقم وصول کر لیتے ہیں۔یہ ایک قانونی طریقہ ہے اس کی آپ کو باقاعدہ رسید جاری کی جاتی ہے جس پر کوڈ، رقم، ریٹ، ایجنٹ کا نام وغیرہ درج ہوتا ہے۔

ذیابیطس

مکرم ڈاکٹر انیس شہزاد صاحب

(MD. FCFP, CCFP, Family Physician, Clinical Lecturer University of Toronto)

ذیابیطس جسے عام طور پر شوگر کی بیماری کہا جاتا ہے اس کی دو بڑی اقسام ہیں۔

ذیابیطس کی پہلی قسم ۔1

عموماً بچپن میں شروع ہوتی ہے اور اس کے علاج کے لئے انسولین کے ٹیکے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ لبلبہ انسولین بنانا بند کردیتا ہے۔

ذیابیطس کی دوسری قسم ۔2

زیادہ تر 40 سال اور زائد عمر کے لوگوں میں شروع ہوتی ہے ۔ ٹائپ دوم میں مبتلا مریضوں کا جسم انسولین کو بہتر طریقہ سے استعمال نہیں کرسکتا۔ ایک اندازے کے مطابق 25 تا 75 سال کے تقریباً 20 فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

ذیابیطس کی دوسری قسم کا خطرہ کن لوگوں میں زیادہ ہے؟

1۔ اگر آپ کے قریبی عزیز بھائی بہن یا والدین شوگر میں مبتلا ہوں۔

2۔ ایشین یا ہسپانوی یا افریقن اور ابوریجنل لوگ۔

3۔ اگر آپ کا وزن زیادہ ہے خصوصاً پیٹ کے گرد چربی زیادہ ہے۔

4۔ وہ خواتین جنہیں زچگی کے دوران شوگر ہوچکی ہو۔

5۔ بعض ادویات مثلاً سٹیرائیڈز اور بعض ذہنی امراض کی دوائیں۔

تشخیص

ذیابیطس کی دوسری قسم میں شوگر کی علامتیں آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً بھوک زیادہ لگنا، پیشاب کی زیادتی، پیاس زیادہ لگنا، زخم دیر سے بھرنا وغیرہ۔

بعض اوقات مریض سالہا سال اس مرض میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ تشخیص کے وقت وہ مزید پیچیدگیوں کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے فیملی ڈاکٹر سے رابطہ رکھیں۔ 40 سال کے بعد ہر تین سال بعد شوگر چیک کروائیں اور اگر آپ کا رسک زیادہ ہو تو ہر سال ٹیسٹ کروائیں۔

شوگر کی پیچیدگیاں

شوگر کے مریض درج ذیل پیچیدگیوں کا شکار ہوسکتے ہے:

خون کی باریک نالیوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے

1۔ گردوں کا فیل ہونا Nephropathy

2۔ نظر کا کمزور یا ضائع ہوجانا
Retinopathy

3۔ ہاتھوں اور پاؤں کا سُن ہونا۔
Neuropathy

خون کی بڑی نالیوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے

1۔ حرکت قلب کا بند ہوجانا

2۔ فالج

3۔ ٹانگوں میں خون کی گردش کی کمی

شوگر کا علاج اور بچاؤ

شوگر سے بچنے اور علاج کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم باقاعدہ سیر اور ورزش کریں۔ وزن کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ خوراک میں سبزیاں اور سلاد زیادہ استعمال کریں۔

نشاستہ، چینی، اناج اور چاول کا استعمال کم کریں۔

اگر شوگر کا لیول بہت زیادہ نہ ہو تو صرف مندرجہ بالا احتیاط اور ورزش سے ہی شوگر کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ شوگر کو سنجیدگی سے کنٹرول نہیں کرتے۔ اگر شوگر لیول مسلسل زیادہ رہے تو چند سال میں ہی انسان مزید پیچیدگیوں کا شکار ہوجاتا ہے۔ جن کا علاج مشکل یا ناممکن ہوتا ہے اور بقیہ زندگی تکلیف دہ ہوسکتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ شوگر کو ابتدا سے ہی مکمل کنٹرول میں رکھیں۔ اسی طرح کولسٹرول اور بلڈ پریشر کو بھی مکمل کنٹرول میں رکھیں۔ عموماً ڈاکٹر کولسٹرول اور بلڈ پریشر کم کرنے کی دوا بھی تجویز کرتے ہیں۔

ضروری ٹیسٹ اور یادرکھنے کی باتیں

شوگر کے مریض کو ہر تین چار ماہ بعد بلڈ ٹیسٹ کروانا چاہئے۔

درج ذیل ٹیسٹ کا ریکارڈ رکھیں اور خود اپنا خیال رکھیں!

A1C= یہ گزشتہ تین ماہ کی اوسط ظاہر کرتا ہے جو کہ 6 تا 7 تک ہونا چاہئے۔

LDL= کولیسٹرول 2 یا 2 سے کم ہونا چاہئے۔

خالی پیٹ شوگر 4 تا 7

کھانے کے بعد 5 تا 10

بلڈ پریشر ٹارگٹ =13%

ہر سال آنکھوں کا معائنہ کروائیں۔

محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

شرم سی کچھ حجاب سا کچھ ہے
قرب بھی بے حساب سا کچھ ہے
مسکراتا ہوا حسین و جمیل
ایک چہرہ گلاب سا کچھ ہے
اس کو دیکھا تو یوں لگا جیسے
عشق کار ثواب سا کچھ ہے
اس نے دیکھا نہ ہو رخِ انور
آئینہ آفتاب سا کچھ ہے

(روزنامہ الفضل 30 اپریل 2008ء)

چند یادیں : مبلغ سلسلہ احمدیہ مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب

مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بھیرہ، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 17 مارچ 2017ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن میں فرمایا:

’’دوسرا جنازہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب ابن ماسٹر امام علی صاحب کا ہے جو 4 مارچ 2017ء کو (90) نوے سال کی عمر میں جرمنی (یورپ) میں وفات پا گئے۔‘‘

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔

آپ نے 1946ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان، پنجاب، انڈیا میں ایف۔ ایس۔ سی (FSc) کا امتحان پاس کیا۔ پھر 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور، پاکستان سے بی۔ ایس۔ سی (BSc) کی۔ 1951ء میں آپ جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے اور خدمات کا سلسلہ شروع ہوا جو بہت لمبا ہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 13-7 اپریل 2017ء، صفحہ 8)

’’بھیرہ سے ہم کو نصرت پہنچی ہے‘‘

ذکرِ حبیب میں لکھا ہے:

’’ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیرہ میں منڈی جا رہے ہیں جس کو گنج منڈی کہتے ہیں۔ میں نے یہ خواب جب حضرت صاحبؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت صاحبؑ نے فرمایا:

’’بھیرہ کو قادیان سے ایسی نسبت ہے جیسی مدینہ کو مکہ سے کیونکہ بھیرہ سے ہم کو نصرت پہنچتی ہے۔‘‘

(ذکرِ حبیبؑ مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ صفحہ 163-164)

اس بشارت کے اصل اور اوّل مصداق تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حافظ حاجی حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ اور ان کے ہم نوا صحابہؓ ہیں جن کا مولد و مسکن بھیرہ تھا۔ 1950ء میں جب حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیرہ تشریف لے گئے تو وہاں آپؓ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

’’اس بستی سے مجھے روحانی اور جسمانی تعلق ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت، مؤلفہ مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ جلد 14، صفحہ 191)

احمدیت کے اس ہراول دستے کے بعد اگلی نسلوں میں سے بعض خوش نصیبوں کو بھی اس بشارت کا حصہ بننے کا موقع ملا جن میں سے ایک مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب ہیں جن کی ساری زندگی نصرتِ دین میں گزری اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے:

خاندانی پس منظر

مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کے والد مولوی امام علی صاحب بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ بھیرہ کی تاریخ احمدیت مؤلفہ فضل الرحمٰن بسمل غفاری (بی اے۔ بی ٹی) امیر جماعت احمدیہ بھیرہ (سن اشاعت 1972ء) کے مطابق وہ 1930ء میں احمدی ہوئے تھے اور اپنا فرزند اکبر (فضل الٰہی انوری) وقفِ زندگی کر دیا۔

مولوی امام علی صاحب میرے والد صاحب کے بزرگ دوستوں میں سے تھے۔ میں نے انہیں اپنے بچپن میں بھیرہ میں دیکھا تھا۔ ہمارے گھر اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ نہایت نیک، سادہ، درویش صفت انسان تھے۔ اُس وقت وہ بھیرہ جماعت کے سیکرٹری مال تھے۔ محلہ احمدیہ میں اُن کی رہائش تھی۔ وہ بھیرہ کے مضافات میں مڈل سکول حضور پور میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ اگرچہ وہاں صبح ریل گاڑی جاتی تھی لیکن وہ اکثر پیدل ہی سکول آتے جاتے تھے۔ کئی نمازیں مسجد نور میں پڑھتے تھے کیونکہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا آبائی مکان تھا جو اُنہوں نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد میں تبدیل کروا دیا تھا۔ اس طرح اس مسجد نور کی تاسیس 1911ء میں ہوئی تھی۔ اس مسجد کو دیکھنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 1950ء میں تشریف لائے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے کمرہ رہائش میں نوافل بھی ادا کئے تھے۔

انوری صاحب کے ایک بہنوئی مکرم بشیر احمد صاحب چھٹی جماعت میں ہمارے انگریزی کے ٹیچر ہوتے تھے۔ اُن کے والد انور صاحب، میرے والد صاحب کے ذریعے احمدی ہوئے تھے۔ مولوی امام علی صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے پرائمری سکول میں مجھ سے ایک کلاس پیچھے ہوتے تھے۔ 55-1956ء کے قریب یہ فیملی ربوہ شفٹ ہوگئی تھی۔

مولانا انوری صاحب سے وابستہ یادیں

اگرچہ اس فیملی سے تعلق بھیرہ کے زمانہ سے تھا اور ربوہ میں بھی ایف۔ ایس۔ سی کے دوران اُن کے والد صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی تھی لیکن اُن سے زیادہ قربت اُس وقت حاصل ہوئی جب میری ایک بیٹی 1997ء میں بیاہ کر جرمنی گئی۔ میرا داماد خواجہ رفیق احمد الفضل کے سابق ایڈیٹر خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ اس کے والدین 1960ء کی دہائی میں جرمنی شفٹ ہو گئے تھے۔ میرے داماد کے والد خواجہ منیر احمد مرحوم اور والدہ فضیلت اختر صاحبہ بنت کیپٹن ملک خادم حسین صاحب مرحوم کے ساتھ انوری صاحب کے اچھے تعلقات تھے۔ اس طرح انوری صاحب کے ساتھ ہمارے رابطے بڑھ گئے۔ اس بچی کی شادی سے لے کر انوری صاحب کی وفات تک اُن سے مسلسل رابطہ رہا۔

پاکستان میں اُن کے اکثر کام ہمارے ذمہ ہوتے تھے۔ عموماً کوئی منذر خواب آنے پر فون کرتے تھے کہ دار الضیافت میں صدقہ بکرا کے لئے رقم جمع کروا دیں۔ اپنی تصانیف کے سلسلہ میں بعض حوالے منگواتے اور بعض شخصیات تلاش کرنے میں مدد لیتے۔ اپنی کتب درویشانِ احمدیت کے لئے بھی بعض واقعات جو میں نے لکھ

کر دیئے کتاب میں شامل کئے۔ ربوہ میں میرے ایک اور داماد عبید اللہ خان صاحب نے بھی اُن کے کاموں میں معاونت کی۔

1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا۔ اس سے قبل کبھی کسی خلیفہ نے اس طرف دورہ نہیں کیا تھا۔ واپسی پر ربوہ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کے کام کو بھی خوب سراہا۔ اس وقت مولانا انوری صاحب نائیجیریا کے امیر و مشنری انچارج تھے۔ انوری صاحب نے وہ خطبہ خوب سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

1974ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے سیاسی چال چل کر پاکستان کی قومی اسمبلی کے ذریعے سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اُن پر زمین تنگ کر دی۔ انوری صاحب نے جرمنی میں احمدیوں کے لئے اسائیلم (Asylum) کا سلسلہ شروع کروا دیا جس پر قریبی ممالک کے بعض ساتھیوں نے اُن کو ڈرایا لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تک رپورٹ پہنچی تو حضورؒ نے اُن کے اِس قدم (initiative) کو پسند فرمایا اور 1975ء میں اُنہیں لندن بلوا کر شرف ملاقات عطا فرمایا۔ آپؒ نے فرمایا: ”وہ (بھٹو) تو ہمارے ہاتھوں میں کشکول پکڑوانا چاہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے نئی راہ کھول دی۔ اس لئے آپ اس کام کو جاری رکھیں۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔“

1979ء میں مولانا انوری صاحب کی تھوڑی مدت کے لئے اسلام آباد پوسٹنگ ہوئی۔ میں بھی اُن دنوں وہاں تھا۔ اِس دوران اُن سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ جرمنی کے حالات و واقعات سناتے تھے۔ جرمن نژاد ڈاکٹر کیونسی صاحب کی احمدیت، حج اور اُن کی حج پر کتاب کے ترجمہ کے علاوہ میرے استفسار پر بتایا کہ 1974ء میں جو نوجوان Asylum پر جرمنی آئے اُن کی تربیت کا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اُن سے رابطہ اور مشن ہاؤس بلوا کر نمازوں اور چندوں میں شامل کرنا بہت محنت طلب کام تھا۔ چنانچہ وہی نوجوان بعد میں جماعت کے بہت فعال ممبر بن گئے۔ باکسر محمد علی کلے اُن کے دور میں مسجد نور فرینکفورٹ میں تشریف لائے اور باجماعت نماز ادا کی۔ اُن کی اس موقع کی تصویر ہمارے لٹریچر میں لگی ہوئی ہے۔

2000ء میں مجھے اللہ تعالیٰ نے پہلی بار جرمنی جانے کی توفیق دی۔ ایک جمعہ میں نے مسجد نور فرینکفورٹ میں پڑھا جو ہدایت اللہ ھبش صاحب نے پڑھایا۔ مولانا انوری صاحب وہاں تو نہ ملے تاہم پروفیسر حمید احمد صاحب سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ملاقات ہوئی اور اُن کا ذکر ہوا۔

2012ء میں پھر جرمنی جانا ہوا جب میرے چھوٹے بیٹے کی شادی تھی اور تب مکرم عبد اللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور انوری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جلسہ پر اپنی کتابوں (درویشانِ احمدیت) کے اسٹال پر دوبارہ ملے۔ اُس وقت تک اُن کی کتب کی کئی جلدیں شائع ہو چکی تھیں۔ بہت محنت سے اُنہوں نے نہایت ایمان افروز واقعات اکٹھے کئے ہیں۔

ایک بار جب وہ جرمنی سے پاکستان آئے تو ہم دونوں اکٹھے لاہور سے بذریعہ کار ربوہ گئے جس کا انتظام لاہور کی جماعت نے کیا تھا۔ دارالضیافت ربوہ میں قیام کیا۔ ہمارے گھر بھی تشریف لائے اور کئی واقعات سنائے۔ خلافت کے ساتھ اُن کا عجیب محبت کا تعلق تھا۔ فرمانے لگے ایک مرتبہ جرمنی میں کسی مسجد کا افتتاح تھا۔ وہ آخری قطار میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے مصافحہ فرمانا تھا۔ حضور نے جائزہ لیا اور فرمایا کہ اگلی قطار کی بجائے آخری قطار سے مصافحہ شروع کرتے ہیں جہاں انوری صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ پہلا مصافحہ انوری صاحب کا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہوا۔

1974ء کے بعد ضلع شیخوپورہ میں بہت بیعتیں ہوئیں۔ ایک شخص کی والدہ بیعت نہ کرنے پر ضد کر رہی تھیں۔ انہیں فرشتوں نے خواب میں زدوکوب کیا اور جسم پر نیل پڑ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا زمانہ تھا۔ حضورؒ نے انوری صاحب کی بیٹی کو تصدیق کرنے کے لئے بھجوایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورِ خلافت میں مولانا انوری صاحب اپنے کام سے سبکدوش ہوئے تھے۔ وہ اپنی بیوی اور بیٹی سمیت مستقل طور پر جرمنی شفٹ ہو گئے اور وہیں صبر و استقامت کے ساتھ اپنے طور پر سلسلہ کی خدمت کرتے رہے اور قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ آپ ایک کامیاب مبلغ، محقق، مضمون نگار اور مقرر تھے۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ افریقہ اور یورپ میں تبلیغ کا کام کیا۔ تصانیف میں اپنی یادگار چھوڑیں۔ الفضل اور جماعتی رسالوں میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ پر بھی آپ کی تقریریں ہوتی تھیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور جامعہ میں تدریس پر بھی فائز رہے۔ انصار اللہ ربوہ کے ناظم اعلیٰ کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ صدر انجمن احمدیہ میں ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن وقفِ عارضی) کے طور پر خدمت کی۔ غرضیکہ آپ کی ساری زندگی نصرت دین میں گزری۔

آپ کی اہلیہ مکرمہ عائشہ صدیقہ بیگم صاحبہ چند سال قبل جرمنی میں ہی فوت ہوئیں۔ آپ کے آخری کئی سال اپنی بیٹی مکرمہ حفصہ فردوس انوری صاحبہ اور ان کے بیٹے کے ساتھ گزرے جو آپ کی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ کا اپنا ایک ہی بیٹا ہے جو ناروے میں مقیم ہے۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی تھے جو آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئے۔ شیخ احمد علی صاحب آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ میں ورکس مینیجر تک ترقی کر کے ریٹائر ہوئے۔ وہ ہمارے International Association of Ahmadi Architects & Engineers (IAAAE) کے واہ/ٹیکسلا کے صدر بھی رہے ہیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے بھائی انجنیئر نصرت الٰہی صاحب نے انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور سے مکینیکل انجنیئرنگ میں ڈگری لی تھی۔ زیادہ تر شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین میں سروس کرتے رہے۔

اے خدا بر تربت او ابرِ رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

نرم لہجے میں ہے انداز اذانوں جیسا

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب

خوف کے تیر ہیں رستہ ہے کمانوں جیسا
میرا انجام ہے مخدوش مچانوں جیسا
کس کی ہمت تھی بھلا آ کے بسیرا کرتا
سینہ و دل تھا مرا اُجڑے مکانوں جیسا
زندگی ٹیڑھی لکیروں میں الجھ کر گزری
نقشہ قسمت کا تھا مدفون خزانوں جیسا
گھر کی دیواریں مہاجن کی نظر رکھتی تھیں
گھر کا ماحول تھا مقروض گھرانوں جیسا
کاشت کرتا ہے اُگاتا ہے نئی نت فصلیں
جذبہ شوق میرا بوڑھے کسانوں جیسا
شعر قدسیؔ کے نیا خون عطا کرتے ہیں
نرم لہجے میں ہے انداز اذانوں جیسا

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا سالانہ اجتماع
اڑھائی ہزار سے زائد خدام، اطفال اور مہمانوں کی شرکت

نمازِ تہجد، پنجوقتہ نمازوں کا التزام، مختلف نوعیت کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد، علمی و تربیتی تقاریر، مجلس سوال و جواب

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا نیشنل سالانہ اجتماع 26 تا 28 جولائی 2019ء بروز جمعہ تا اتوار حسب معمول جماعت احمدیہ کی تین سو ایکڑ پر مشتمل اپنی اراضی حدیقہ احمد، بریڈ فورڈ سٹی میں منعقد ہوا جو جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز سے تقریباً آدھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔

پہلا دن۔ 26 جولائی 2019ء بروز جمعۃ المبارک

اس تین روزہ اجتماع کا آغاز جمعۃ المبارک کے دن نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ حدیقہ احمد میں صبح دس بجے حاضرین اجتماع کی رجسٹریشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ خدام کے لئے اس اجتماع میں مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا تھا۔

پہلے روز خدام کے لئے نمازِ فجر کے بعد مختلف تفریحی پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے جس میں ٹیبل ٹینس، کیرم بورڈ وغیرہ جیسی کھیلوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ بک سٹال اور مختلف قسم کی نمائشیں بھی لگائی گئی تھیں جس سے اجتماع کا ماحول خوشگوار بن گیا تھا۔

حضور انور کا تازہ ترین خطبہ جمعہ

خدام کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ خطبہ جمعہ اجتماعی طور پر ایک مرتبہ پھر سنانے کا اہتمام کیا گیا۔

تقریب پرچم کشائی

نماز جمعہ کے بعد لوائے احمدیت اور کینیڈا کے قومی پرچم فضا میں بلند کئے گئے۔

نماز جمعہ

پرچم کشائی کے بعد امیر جماعت احمدیہ کینیڈا محترم ملک لال خاں صاحب نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ جس کے بعد اجتماع کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔

ایمان افروز تقاریر

مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں اور امیر جماعت کینیڈا مکرم ملک لال خاں صاحب نے خلافت کی اطاعت کے موضوع پر نہایت ایمان افروز تقاریر کیں۔

علمی مقابلہ جات

افتتاحی اجلاس کے بعد مختلف قسم کے پروگرام منعقد ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، اذان، نظم، اور مقابلہ مطالعہ کتب وغیرہ شامل تھے۔

کھیلوں کے پروگرام

اس کے علاوہ مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

ورکشاپس

ایک تیسرا پروگرام منعقد ہوا جو مختلف عناوین کے تحت ورکشاپس کے انعقاد پر مشتمل تھا۔ مثلاً ذہنی بیماریوں سے نمٹنے کے مختلف طریقے وغیرہ۔

عشائیہ

بعد ازاں تمام حاضرین نے مل کر رات کا کھانا کھایا۔

مغرب وعشاء کی نمازیں

کھانا کھانے کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔

تقریری مقابلہ جات

نمازوں کی ادائیگی کے بعد فی البدیہہ تقاریر کا بہت دلچسپ مقابلہ منعقد ہوا۔

سیخ تکے کباب

اس کے علاوہ خدام، سلاخوں پر بھنے ہوئے تکوں سے لطف اندوز ہوئے جس کا انتظام مختلف مجالس کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس طرح اجتماع کا پہلا روز اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا دن۔ 27 جولائی 2019ء

بروز ہفتہ

اگلے دن کا آغاز بھی نماز تہجد کی اجتماعی ادائیگی کی ساتھ ہوا۔

☆ صبح کے ناشتے کا اہتمام

☆ نماز فجر کے بعد ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔

☆ کھیلوں کے مقابلہ جات

ناشتے سے فراغت کے بعد کھیلوں کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں مختلف انفرادی اور اجتماعی کھیلوں مثلاً کشتی رانی وغیرہ کے دلچسپ مقابلہ جات شامل تھے۔

ظہرانہ

کھیلوں کے مقابلہ جات کے بعد شاملین اجتماع کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

نماز ظہر و عصر

دوپہر کے کھانے کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں۔

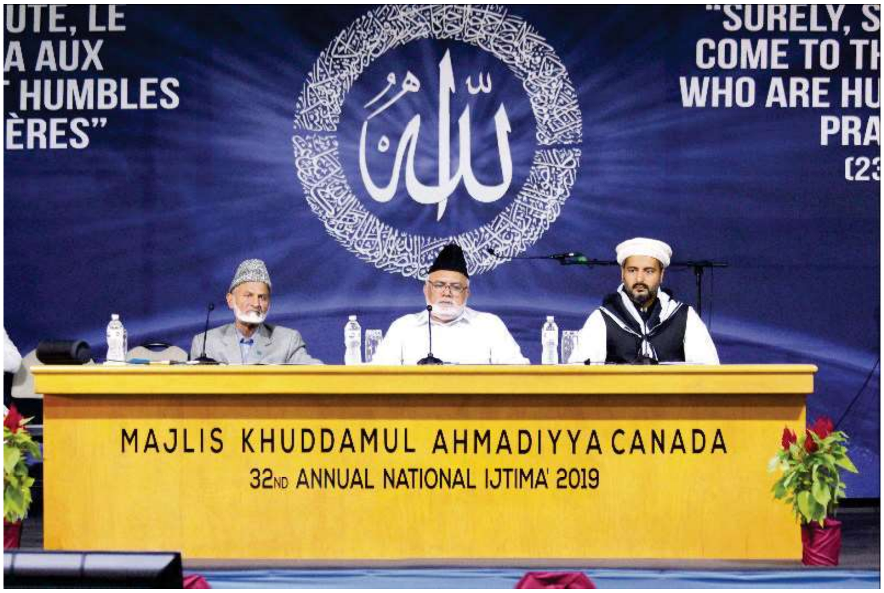

صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا کا

ایمان افروز خطاب

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم زبیر افضل صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے ایک ایمان افروز تقریر سے حاضرین کے دلوں کو گرمایا۔

مجلس سوال وجواب

مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ کینیڈا کی تقریر کے بعد مفتی سلسلہ احمدیہ مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب اور مکرم امیر صاحب کینیڈا کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ جس میں خدام کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

یوں اجتماع کا دوسرا روز بھی کافی مصروف رہا۔

تیسرا دن 28 جولائی 2019ء بروز اتوار

اجتماع کے تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی حسبِ معمول نماز تہجد کی اجتماعی ادائیگی کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ جات مشاہدہ ومعائنہ

بعد ازاں بعض خدام نے مقابلہ مشاہدہ ومعائنہ کے مقابلے میں حصہ لیا۔

اس دن درجہ حرارت 36 سنٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا جو کینیڈا جیسے گرمیوں میں معتدل آب وہوا رکھنے والے ملک میں بہت زیادہ تھا۔ تاہم خدام کے اجتماع کے بہت وسیع خیمے میں عارضی ائرکنڈیشننگ کا انتظام تھا۔ تمام خدام نے اجتماع کے جملہ پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اختتامی خطاب

آخر میں تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اختتامی اجلاس سے خطاب کیا اور خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ سہ روزہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کینیڈا بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع میں 2357 خدام اور 282 مہمانانِ گرامی نے شرکت کی۔

(مکرم ناصر احمد وینس صاحب)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادتیں

☆ عزیزم صفوان احمد شاہد سلمہ

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ہمارے احمدیہ گزٹ کینیڈا کے ایڈیٹر اور شعبہ اشاعت وتصنیف کے مکرم مولانا عثمان احمد شاہد صاحب ایم اے ومحترمہ عائشہ شاہد صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دوبیٹیوں کے بعد 12 اگست 2019ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس بچے کا نام ''صفوان احمد شاہد'' عطا فرمایا ہے۔

عزیزم صفوان سلمہ مکرم فضل احمد شاہد صاحب نائب صدر پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ، سیکرٹری وصایا پیس ویلج امارت، نائب زعیم مجلس انصاراللہ پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ ومحترمہ امۃ الواسع ارمؔ صاحبہ کا پوتا اور مکرم کرامت اللہ ظفؔر صاحب ومحترمہ شگفتہ کرامت صاحبہ آف جرمنی کا نواسہ ہے۔

☆ عزیزم زریاب احمد اقبال سلمہ

11 ستمبر 2019ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحم کے ساتھ مکرم مولانا ساجد اقبال صاحب مشنری مارشل آئی لینڈ اور محترمہ ماریہ منahl اقبال صاحبہ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس بچے کا نام ''زریاب احمد اقبال'' عطا فرمایا ہے۔ عزیزم زریاب سلمہ مکرم ظفر اقبال صاحب اور محترمہ نعیمہ اقبال صاحبہ بریمپٹن کا پوتا اور مکرم مبارک احمد ظفؔر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن ومحترمہ رفعت تسنیم ظفر صاحبہ لندن یو کے کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت وسلامتی والی لمبی عمریں عطا فرمائے اور انہیں اپنے والدین اور اپنے افرادِ خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین ودنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

تقریباتِ شادی خانہ آبادی

☆ خدا تعالیٰ کے فضل سے 14 ستمبر 2019ء کو مکرم چوہدری کامران کاہلوں صاحب ومحترمہ حنا کامران صاحبہ ربوہ کی صاحبزادی محترمہ عامرہ کامران صاحبہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مکرم ڈاکٹر عطاء الرحیم باجوہ صاحب کینساس امریکہ کے ساتھ کیپٹل بنکوٹ ہال مسی ساگا میں عمل میں آئی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا بعدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ منظوم کلام ترنم سے پیش کیا گیا۔ مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کی کامیابی کے لئے دعا کرائی۔ اوراس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اگلے روز 15 ستمبر 2019ء مکرم چوہدری طاہر احمد باجوہ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ساہیوال ومحترمہ تنویر کوثر صاحبہ نے اپنے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر عطاء الرحیم باجوہ صاحب کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام اسی بنکوٹ ہال میں کیا۔ مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرائی اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

یاد رہے اس نئے نویلے جوڑے کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے خاندان سے ہے۔ شعبہ تبلیغ کینیڈا کے مکرم چوہدری اقبال احمد گوندل صاحب دلہا کے ماموں اور شعبہ ضیافت کینیڈا کے مکرم چوہدری انیس احمد کاہلوں صاحب دلہن کے نانا ہیں۔

ہر دو تقریبات میں دوست احباب کے علاوہ امریکہ اور پاکستان سے آئے ہوئے اعزا واقارب نے شرکت کی۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 12 اکتوبر 2019ء کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام میں اجتماعی دُعا کے ساتھ مکرم عبداللہ سیف وڑائچ صاحب ابن مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ کا نکاح بعوض مبلغ بیس ہزار کینیڈین ڈالر ($20,000) حق مہر کے ساتھ محترمہ درثمین احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری نثار احمد خاں صاحب آف گجرات کا اعلان فرمایا۔

17 اکتوبر 2019ء کو محترمہ درثمین احمد صاحبہ کی رخصتی کا اہتمام ٹورانٹو گرینڈ کنونشن سینٹر میں کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور دعائیہ منظوم کے بعد مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ اور بارات کے علاوہ سلسلہ کے بزرگوں ورمہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

20 اکتوبر 2019ء کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام چاندنی وکٹوریہ بنکوٹ ہال بریمپٹن میں کیا گیا۔ اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ادارہ ان ولادتوں اور شادی بیاہ کے مواقع پر ان کے تمام افرادِ خاندان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان جوڑوں کے خاندانوں کے لئے یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور انہیں مثمرات حسنہ سے نوازے۔ آمین

دعائے مغفرت

☆ مکرم ناصر احمد صدیقی صاحب

26 ستمبر 2019ء کو مکرم ناصر احمد صدیقی صاحب ویسٹن نارتھ ویسٹ جماعت 69 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

3 اکتوبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ حضرت محمد اکبر صدیقی صاحبؓ کے پوتے اور حضرت منشی محمد عبداللہ صاحبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ نیک ، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا

تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نگہت صدیقی صاحبہ، تین بیٹے مکرم عبدالحفیظ صدیقی صاحب، مکرم عمران ناصر صدیقی صاحب اور عدنان ناصر صدیقی صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ فہمیدہ لطیف صاحبہ

6 اکتوبر 2019ء کو محترمہ فہمیدہ لطیف صاحبہ سکار برو ساؤتھ جماعت 91 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

8 اکتوبر کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم عبدالماجد قریشی صاحب لوکل امیر مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

9 اکتوبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا عبدالحنان سوبھی صاحب مربی سلسلہ سکار برو نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔مکرم (میجر) عبداللطیف صاحب مرحوم سابق نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی اہلیہ تھیں اور حضرت بابو اکبر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔قادیان میں ہی پلی بڑھیں۔دینی علوم سے خوب واقف تھیں، بہت سے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔لجنہ اماء اللہ لاہور میں اپنے حلقہ کی صدر بھی رہیں۔ٹورانٹو آنے سے قبل اپنا گھر اور جائیداد جماعت احمدیہ لاہور کے لئے وقف کردی۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھیں۔یہاں اپنی بھانجی محترمہ ڈاکٹر حمیرا خاں صاحبہ کے ہاں مقیم تھیں۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک ہمشیرہ محترمہ رشیدہ خاں صاحبہ، دو بھانجے مکرم اکبر خاں صاحب، مکرم بابر خاں صاحب، محترمہ عفت راٹھور صاحبہ بھابھی اور ایک بھانجی محترمہ ڈاکٹر حمیرا خاں صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ صفیہ مریم صاحبہ

6 اکتوبر 2019ء کو محترمہ صفیہ مریم صاحبہ ڈرہم جماعت 51 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

11 اکتوبر کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ولیج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔مکرم مولانا محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب مربی سلسلہ ڈرہم نے دعا کرائی۔

مرحومہ، مکرم چوہدری احمد مسعود نصر اللہ خاں صاحب کی بیٹی اور مکرم چوہدری شکر اللہ خاں صاحب کی پوتی تھیں۔ان کے دادا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

مرحومہ علمی اور ادبی حلقوں میں معروف تھیں۔آپ کا مجموعہ کلام ''موسم ہجر'' مشہور ہے۔

مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھیں۔آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم محمد اعجاز صاحب، چار بیٹے مکرم ہارون اعجاز رانا صاحب، مکرم ریحان علی رانا صاحب، مکرم دانیال اعجاز رانا صاحب، مکرم ایان اعجاز رانا صاحب، چھوٹی بہن محترمہ راضیہ مریم صاحبہ اہلیہ مکرم صفی اللہ چیمہ صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب

11 اکتوبر 2019ء کو مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب امریکہ میں 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

16 اکتوبر کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

17 اکتوبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحوم، حضرت چوہدری ودھاوے خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔اور امریکہ میں میکینکل انجنیئر تھے۔مرحوم نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹیاں محترمہ کنول الوارز صاحبہ، محترمہ کنزہ احمد صاحبہ امریکہ، دو بھائی مکرم جمیل احمد شائق صاحب، مکرم عقیل احمد شائق صاحب ٹورانٹو اور ایک بہن محترمہ فوزیہ مظفر صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم شیراز احمد صاحب

21 اکتوبر 2019ء کو مکرم شیراز احمد صاحب، کاسل مور نارتھ جماعت 19 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

23 اکتوبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

24 اکتوبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شمولیت کی۔

مرحوم، مکرم عمران محمد صاحب اور محترمہ اسماء احمد صاحبہ کے بیٹے تھے۔ناظم صحت جسمانی خدام الاحمدیہ کاسل مور ایسٹ مجلس تھے، ہر لحاظ سے ایک بڑے فعال نوجوان رکن تھے۔باسکٹ بال ٹیم اے بی ایل کے کوکپتان تھے۔مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔مرحوم نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

مرحوم نے پسماندگان میں والد اور والدہ کے علاوہ ایک بھائی مکرم فراز احمد صاحب امریکہ، دو بہنیں محترمہ خولہ احمد صاحبہ، محترمہ منیلہ احمد صاحبہ کاسل مور نارتھ، تین تایا مکرم مشرف ناصر چوہدری صاحب میپل، مکرم امجد عمر صاحب، مکرم طارق نذیر چوہدری صاحب بریمپٹن، دو چچا مکرم طاہر احمد ناصر صاحب پیس ولیج، مکرم یاسر عرفان صاحب اور ماموں مکرم وقاص یعقوب صاحب سپرنگ ڈیل یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم حبیب اللہ قریشی صاحب

22 اکتوبر 2019ء کو مکرم حبیب اللہ قریشی صاحب، ریگسڈیل جماعت 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

25 اکتوبر کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس کے بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم، حضرت سید فضل شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

آپ الیکٹریکل انجینئر تھے اور 1986ء میں کینیڈا آئے۔ مرحوم نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ آپ کو خلافت سے محبت تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الحمید قریشی صاحبہ، دو بیٹے مکرم گوہر حبیب قریشی صاحب Lloydminster، مکرم قیصر حبیب قریشی صاحب بریمپٹن سینٹر اور تین بیٹیاں محترمہ فرحت ملک صاحبہ وان ایسٹ، محترمہ نگہت احمد صاحبہ بریمپٹن سینٹر، محترمہ نزہت قریشی صاحبہ بریمپٹن ویسٹ، ایک بھائی مکرم حمید اللہ قریشی صاحب بریمپٹن سینٹر، ایک ہمشیرہ محترمہ مبارکہ مہتہ صاحبہ یوکے اور مکرم مبارک احمد قریشی صاحب ملٹن ایسٹ، چچازاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ

25 اکتوبر 2019ء کو محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ، وڈبرج ساؤتھ 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم سہیل ملک صاحب، مکرم شرجیل ملک صاحب امریکہ، دو بیٹیاں محترمہ زرقا ملک صاحبہ وان ایسٹ، محترمہ سعدیہ ملک صاحبہ یوکے اور احسن خاں صاحب بھانجے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب

26 اکتوبر 2019ء کو مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب، پیس ولیج 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

27 اکتوبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ اور مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 28 اکتوبر کو نیشنل قبرستان میں ان دونوں مرحومین کی تدفین ہوئی اور مکرم کلیم احمد ملک صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا و نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحوم کشمیر کے معروف گاؤں ہموساں کے نہایت مخلص احمدی تھے۔ 1965ء کی جنگ کے بعد کشمیر سے پاکستان ہجرت کی۔ بعدہ کینیڈا آباد ہو گئے۔ آپ کشمیر کے مشہور صحافی اور مورخ مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب مرحوم کے داماد تھے۔ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ آپ کو خلافت سے محبت تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نعیمہ یوسف صاحبہ، تین بیٹے مکرم جنید احمد صبا صاحب بیری جماعت، مکرم خواجہ نوید احمد صاحب، مکرم احمد جمال صاحب پاکستان، مکرم نذیر احمد خندے صاحب پاکستان بھائی، مکرم خواجہ عبدالحی ڈار صاحب امریکہ اور عبدالقیوم ڈار صاحب پیس ولیج کے بہنوئی اور محترمہ سلیمہ منور صاحبہ یوکے نسبتی ہمشیرہ تھیں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

☆ مکرم مولانا صفی الرحمٰن خورشید صاحب

16 ستمبر 2019ء کو مکرم مولانا صفی الرحمٰن خورشید صاحب ربوہ 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20 ستمبر 2019ء کو خطبہ جمعہ کے آخر پر ان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مسجد بیت الاسلام میں مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے 27 ستمبر 2019ء کو نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صفی الرحمٰن خورشید صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب، مکرم حفیظ الرحمٰن خورشید صاحب کے بیٹے اور حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

آپ نے 1970ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی تھی۔ کچھ عرصہ مرکزی دفاتر میں تعیناتی کے بعد آپ ایک سال چکوال میں مربی رہے۔ 1971ء میں آپ کو سیرالیون بھجوایا گیا۔ مرحوم نے سیرالیون اور نائیجیریا میں پریس جاری کئے۔ اسی طرح رقیم پریس کے قیام میں بھی آپ نے کام کیا۔ سترہ برس آپ کو افریقہ کے ممالک میں خدمات کی توفیق ملی۔ 1991ء سے نصرت آرٹ پریس کے مینیجر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی پھر کچھ عرصہ قبل بیماری کے باعث آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ آپ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹی محترمہ روشن آرا صاحبہ اہلیہ مکرم جمیل احمد صاحب ہیں۔ جب کہ دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں۔ مرحوم، مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب بریمپٹن کے بڑے بھائی تھے۔

25 اکتوبر 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم محمد اشرف صاحب

28 ستمبر 2019ء کو مکرم محمد اشرف صاحب ربوہ 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 29 ستمبر کو نماز عصر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں مکرم سید خالد احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی، مکرم محمد ابراہیم منصور صاحب پیس ولیج برادر نسبتی، مکرم محمد نصر اللہ انصر صاحب، مارکھم بھتیجے اور محترمہ امۃ القیوم صاحبہ سیسکاٹون بھتیجی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ نزہت مریم صاحبہ

28 ستمبر 2019ء کو محترمہ نزہت مریم صاحبہ، گلاسکو، سکاٹ لینڈ 48 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نیک، صالح، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ محترمہ امۃ الحمید صاحبہ مکرم عبدالمتین خان صاحب مخلص رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

☆ مکرم صاحبزادہ طاہر لطیف صاحب

یکم اکتوبر 2019ء کو مکرم صاحبزادہ طاہر لطیف صاحب امریکہ میں تقریباً 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا

اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

4 اکتوبر کو مسجد مبارک Chantilly ورجینیا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم امام فرحان ربانی صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 5 اکتوبر کو Lakeview Memorial Park مقبرۃ السلام میں تدفین ہوئی اور مکرم امام مبشر احمد صاحب نے دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شمولیت کی۔

مرحوم، مکرم صاحبزادہ حافظ محمد طیب لطیف صاحب کے صاحبزادے اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کابل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ 1960 کے آخر میں ٹورانٹو جماعت کے صدر اور کئی سال تک ممبر قضا بورڈ رہے۔ احمدیہ گزٹ اور الفضل میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ علم دوست، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کو خلافت سے والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سلیمہ لطیف صاحبہ، ایک بیٹا مکرم صاحبزادہ عامر لطیف صاحب، ایک بیٹی محترمہ زینت شیریں وائٹ صاحبہ اہلیہ مکرم Zaid Patric White صاحب اور چھ بھائی مکرم صاحبزادہ فاضل لطیف صاحب بریمپٹن، مکرم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب امریکہ، مکرم صاحبزادہ امجد لطیف صاحب ٹورانٹو، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب امریکہ، مکرم صاحبزادہ عبدالحی لطیف صاحب امریکہ اور ایک ہمشیرہ محترمہ امۃ الہادی ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم مشتاق احمد ناصر صاحب مرحوم بریمپٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم محمد افضل ملک صاحب

یکم اکتوبر 2019ء کو مکرم محمد افضل ملک صاحب واہ کینٹ 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم واہ کینٹ کے امیر جماعت رہے۔ نہایت مخلص، صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، صالح اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے گہری محبت اور عقیدت تھی۔

مرحوم، مکرم وقاص ملک صاحب بریمپٹن کے تایا اور مکرم میجر (ر) محمود ملک صاحب افسر حفاظت خاص حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بڑے بھائی تھے۔

☆ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ

14 اکتوبر 2019ء کو محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ لاہور 55 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ، محترمہ فضیلت بیگم صاحبہ پیس ویلج کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم عبدالحفیظ خاں صاحب

16 اکتوبر 2019ء کو مکرم عبدالحفیظ خاں صاحب ربوہ 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور دفتر وکالت وقفِ نو میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق ملنسار، دعا گو بزرگ اور خلافت سے گہری عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔

مرحوم، محترمہ شاہین کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد خاں صاحب ڈش ماسٹر وان نارتھ کے والد محترم تھے۔ اور مکرم مولانا عبدالستار خاں صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے بڑے بھائی، مکرم مولانا عبدالسمیع خاں صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ گھانا و مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے تایا، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی و مکرم مولانا نثار احمد خاں صاحب مربی سلسلہ کے ماموں تھے۔

☆ محترمہ شمیم اختر صاحبہ

22 اکتوبر 2019ء کو محترمہ شمیم اختر صاحبہ اسلام آباد پاکستان 63 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ، مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب وان کی ہمشیرہ تھیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اپنے خاندان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک اصلاح

احمدیہ گزٹ کینیڈا اکتوبر 2019ء کے شمارہ میں مکرم ڈاکٹر عطاء الرحیم باجوہ صاحب امریکہ اور محترمہ عامرہ کامران صاحبہ ربوہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب کا اعلان شائع ہوا تھا۔ اس میں نادانستہ سہو ہوئی ہے اس لئے دوبارہ اس شمارہ میں شائع کیا گیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے عہدیداران سے ایک اہم گزارش

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا میں جہاں علمی، دینی، تربیتی، ادبی، تحقیقی، تاریخی، معلوماتی، سائنسی، طبی مضامین وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں وہاں اس میں مختلف جماعتوں کی کارگزاری کی اشاعت بھی ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔

ہماری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کینیڈا میں ہونے والے مرکزی پروگراموں اور جلسوں کے ساتھ ساتھ مقامی جماعتوں میں ہونے والے جلسوں، تبلیغی سیمناروں وغیرہ کی رپورٹیں باتصویر شائع کی جائیں۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے فرمایا ہے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے سیکرٹریان، جامعہ احمدیہ کینیڈا، لوکل و ریجنل امراء اور صدران جماعت اپنے شعبہ، ادارہ، ریجن یا جماعت میں ہونے والے اہم پروگراموں کی مختصر رپورٹ مع تصاویر ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کو بغرض اشاعت ارسال کیا کریں۔

براہ کرم اشاعت کی غرض سے آپ جو کچھ بھی بھجوائیں اس کی ایک نقل اپنے پاس محفوظ کر لیا کریں۔ نیز آپ سے درخواست ہے کہ فوٹوگرافر کا نام ضرور لکھیں۔ تصاویر علیحدہ اچھی، صاف، ستھری Jpeg format میں بھجوائیں اور رپورٹر اپنی رنگین تصویر بھی ارسال کریں اور آخر پر اپنا مکمل پتہ، ٹیلی فون نمبر وغیرہ ضرور لکھا کریں تاکہ بوقتِ ضرورت آسانی سے رابطہ کیا جا سکے۔

آپ یہ رپورٹیں اردو ان پیج Urdu inpage یا ورڈ یا انگریزی میں کمپوز کر کے ہمیں درج ذیل ای میل پر بھجوا سکتے ہیں۔

editor@ahmadiyyagazette.ca

ادارہ آپ کے تعاون کا بے حد شکر گزار ہوگا اور ممنون احسان بھی۔